مولانا محمد اصغر ☆

معزز مفتیان کے تفصیلی فتاویٰ جات

[۱]

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسَّلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے آخری رسول ﷺ پر اپنا صحیفہ ہدایت قرآن مجید کی شکل میں اتارا ہے اور وہ لفظ ومعنی دونوں اعتبار سے تیسیر وسہولت سے مزین وآراستہ ہے اور یہ تیسیر وآسانی قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے اس عملی سہولت وآسانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک طرف فرمایا ﴿طٰهٰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشٰى﴾

''ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ پر بھاری ہوجائے۔ یہ تو ڈرنے والے کے لیے نصیحت ہے۔''

دوسری طرف فرمایا: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ [القمر:۲۲]

''ہم نے قرآن مجید (پڑھنا اور سمجھنا) سمجھنے اور یاددہانی کے لئے آسان کردیا ہے کوئی ہے یاددہانی حاصل کرنے والا!۔''

اور اس کے پڑھنے اور سہولت کے ساتھ ساتھ سمجھنے کے لئے فرمایا:

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا﴾ [مريم:۹۷]

''سو ہم نے اسے تیری زبان کے ذریعہ آسان کردیا ہے تاکہ آپ اس کے ذریعے حدود الٰہی کی پابندی کرنے والوں کو بشارت دیں اور جھگڑالو لوگوں کو آگاہ کردیں۔''

جس طرح عملی تیسیر وآسانی کے لئے آپ نے اپنے قول وفعل سے قرآن کی توضیح وتشریح فرمائی ہے اسی طرح پڑھنے میں سہولت وآسانی کے لئے سبعہ احرف میں پڑھنے کی اجازت فرمائی ہے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ

''أتاه جبرائيل عليه السلام فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف فقال اسئل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم أتاه الثانية فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرفين فقال اسئل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لاتطيق ذلك ثم جاء ه الثالثة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على ثلاثة أحرف فقال اسئل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم جاء ه الرابعة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأيما حرف قرء وا عليه فقد أصابوا'' [صحيح مسلم:۸۲۱]

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه» [صحيح البخاري:۴۹۹۲] یہ تمام

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حروف نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھلائے اور صحابہ کرام نے ان حروف کی تلاوت کی۔اور آپ کے دور میں اگر مختلف حروف میں قراءت کرنے والوں کا اختلاف ہوا تو آپ نے دونوں کی قراءت سن کر فرمایا: 'کلا ھما محسن' دونوں خوب کار ہو اور فرمایا ایسے امور میں اختلاف نہ کرو اس قسم کا اختلاف پہلی امتوں کی تباہی کا باعث بنا ہے۔[صحیح البخاري:۲۴۱۰]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی لفظی معنوی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ [الحجر:۹] اس لئے قرآن مجید کے الفاظ میں کمی وبیشی کا امکان نہیں ہے فرمایا ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ [حم السجدة ۴۲] قرآن مجید کا جیسے نزول ہوا اسی طرح محفوظ ہے اور یہ حفاظت سینوں اور سفینوں دونوں میں موجود ہے۔

مشہور قراءاتیں (سبعہ یا عشرہ وغیرہ) اسی طرح معروف ومشہور قراء کرام کی طرف منسوب ہیں جس طرح اَحادیث شریفہ کے مجموعے ان کے مدوّنین اور محدثین کی طرف منسوب ہیں۔مثلاً بخاری شریف میں مکتوب احادیث کو امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے اور صحیح مسلم کے مجموعہ کو امام مسلم کی طرف۔یہی صورت حال دوسرے مجموعوں کی ہے حالانکہ یہ تمام احادیث رسول اکرم ﷺ کے فرمودات ہیں،لیکن ان محدثین رحمہم اللہ کے مجموعوں کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں اس لئے ان کی نسبت محدثین رحمہم اللہ کی طرف کردی جاتی ہے اسی طرح یہ قراءات قراء کرام سے منقول نہیں بلکہ ان قراء کرام کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہیں اسلئے ان قاریوں کی طرف منسوب کردی گئی ہیں یہ مقصد نہیں ہے کہ یہ انہوں نے اپنے طور پیدا کردی ہیں اور نبی اکرم ﷺ سے ان کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید سیکھا اور بلغوا عني ولو آية کے پیش نظر اس امانت کو آگے منتقل کیا ہے اور یہ امانت امت کے تواتر سے بفضل اللہ تعالیٰ محفوظ اور موجود ہے اور اس کی صراحت ائمہ محدثین رحمہم اللہ اور فقہاء نے اپنی تحریرات میں فرمائی ہے۔کما هو البين في موضعه

قراءات کا انکار اسلام کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کی ایک کڑی ہے جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ تمام قراءات جو اُمت کے عملی اور علمی تواتر سے ثابت ہیں سب کی سب صحیح اور قرآن مجید ہیں ان میں کسی متواتر قراءت کا انکار درحقیقت قرآن مجید کا انکار ہے،مثلاً اگر بلاد مشرق میں امام حفص رحمہ اللہ کی قراءۃ پڑھی جاتی ہے تو بلادِ مغرب میں روایت ورش یا روایت حمزہ کا رواج ہے ان میں سے کسی ایک کو صحیح اور دوسری کو غلط قرار دینے کی صورت میں قرآن مجید کی ایک قراءت کا انکار لازم آئے گا اور اس طرح قراءات کے انکار سے قرآن مجید میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی مستشرقین کی سازش کو پنپنے کا موقع ملے گا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اُمت مسلمہ کے تواتر سے ثابت تمام قراءات اپنے تمام حروف اور شکلوں اور ہیئات کے ساتھ قرآن مجید ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار اُمت مسلمہ کے تواتر کا انکار ہے جو اتباع غیر سبیل المؤمنین ہونے کی وجہ سے ضلالت وگمراہی ہے اور ایک اعتبار سے قرآن مجید کے انکار کے مترادف ہے۔

لہٰذا مسلمان اہل علم کو چاہیے کہ اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے میدان عمل میں آئیں۔اور اس مکروہ سازش کا سیاہ پردہ چاک کیا جائے۔اسلام تو اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبانے کی ناروا کوشش کی جائے گی ﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ﴾[الصف ۸]

(رئیس الافتاء) مولانا عبدالعزیز علوی (رکن) مولانا حافظ مسعود عالم صاحب

(رکن) مولانا محمد یونس صاحب (رکن) مولانا عبدالحنان زاہد صاحب

(دارالافتاء جامعہ سلفیہ، فیصل آباد)

[۲]

الحمد لله الذی أنزل علی سبعة أحرف القرآن لیتمیز بها أهل الجنان من أهل الخسران وجعلها حجة علی أهل الشك والزیغ والنكران۔ أما بعد:

دین اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے جس کا منبع و مصدر قرآن و سنت ہے، دین اسلام جہاں اللہ کے ہاں مقبول دین ہے وہاں اپنے خصائص تیسیر و آسانی اور وضاحت و تبیین کی وجہ سے مخلوق کے ہاں بھی مقبول و قابل عمل ہے۔ سرتاج رُسل ﷺ نے اس خصوصیت کا اظہار یوں فرمایا: «بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ» ''میں یک رو (واضح) اور آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔'' [المسند:۲۲۳۴۵/۵، ومعجم الکبیر:۷۸۸۳/۸]

چنانچہ آپ ﷺ نے اُمت کے لیے عملی میدان میں آسانی کے مختلف پہلو پیش کئے جیسا کہ طہارت و پاکیزگی میں آسانی کا رویہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: «إن بنی اسرائیل کان إذا أصاب ثوب أحدهم قرضه» ''بنی اسرائیل کے کپڑوں کو جب نجاست لگتی تو وہ (پاکیزگی کے لیے اتنا) کپڑا کاٹ دیتے'' [صحیح البخاري:۲۲۶] جب کہ اُمت محمدیہ کے لیے پانی کو مطہر بنادیا ہے۔ عبادات میں آسانی کو باور کراتے ہوئے فرمایا: «وجعلت لی الأرض مسجدا وطهورا وأیما رجل من أمتی أدرکته الصلاة فلیصل» ''اور زمین میرے لیے پاک اور مسجد بنا دی گئی ہے اس لیے میری اُمت کے جس فرد کی نماز کا وقت (جہاں بھی) ہوجائے وہ اسے ادا کرلے۔'' [صحیح البخاري: ۴۳۸، صحیح مسلم:۵۲۱] اور بیمار صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرمایا: « صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلی جنب» ''کھڑے ہوکر نماز پڑھیے، اگر اتنی طاقت نہیں تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہیں تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ لیجئے۔'' [صحیح البخاری:۱۱۱۷ والترمذی:۳۷۲، والارواء:۲۹۹] آسانی کے اس تسلسل کو بڑھاتے ہوئے یوں حکم فرمایا: «إذا اشتد الحرّ فأبردوا بالصلاة» ''جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرلیا کرو۔'' [صحیح البخاری:۵۳۶، صحیح مسلم:۶۱۵]

اور اُمت کے لیے نفلی عبادات میں آسانی کا عملی اُسوہ بھی پیش کیا۔ جیسا کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ: "رأیت النبیﷺ یصلی علی راحلته حیث توجهت به" [صحیح البخاري:۱۰۹۳] ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے تھے، سواری جدھر کا بھی رخ کرلیتی۔'' بلکہ اُمت کی آسانی اور سہولت کا خیال کرتے ہوئے بارش اور ٹھنڈی راتوں میں آپ مؤذن کو حکم فرماتے کہ اذان کے آخر میں کہہ دو "ألا صلوا في الرحال" ''اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' [صحیح البخاري:۶۶۶] اور معاشرتی زندگی میں سہولت کو فروغ دینے کے لیے عورت کے مخصوص ایام میں اُمت کو یہودیوں کی شدت سے بچاتے ہوئے یوں رہنمائی فرمائی: « اصنعوا کل شيء إلا النكاح» ''سوائے مجامعت کے تم قربت کرسکتے ہو۔'' [صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم:۳۰۲، ابن ماجه:۶۴۴] حتیٰ کہ آسانی اور سہولت کی انتہا اس فرمان سے کردی۔ «إن الله عز وجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تكلم به» ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے اس وقت تک تجاوز کیا ہے جب تک کہ وہ زبان پر نہ آئیں یا اس کے مطابق عمل نہ کرلیا جائے۔'' [صحيح البخاري:۲۳۹۱، ۴۹۶۸، ۶۲۸۷، صحيح مسلم:۳۲۷، ۳۲۸، سنن أبوداؤد:۲۲۰۹،سنن الترمذي:۱۱۸۳،سنن النسائي:۳۴۳۴، ۳۴۳۵، سنن ابن ماجه:۲۰۴۰،۲۰۴۴] اسی طرح استعاذہ کے مختلف الفاظ، نماز میں رفع الیدین کرنے کی کیفیات، سینے پر ہاتھ باندھنے کے مختلف طریقے، تشہد میں بیٹھنے کی کیفیات اور درود پڑھنے کے متنوع صیغے دین اسلام کی آسانی کا بین ثبوت ہیں۔

الغرض جہاں آسانی کے متنوع پہلوؤں کو پیش کیا وہاں ان کے منبع ومصدر قرآن مجید کو آسانی کا مظہر بنایا اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ﴾ ''اور البتہ تحقیق ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے۔'' اور لسانی ادائیگیوں کی کلفتوں کو امت کے لیے تسہیلات میں بدلنے کے لیے ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ﴾ ''پس بے شک اس قرآن کو ہم نے آپ کی زبان کے ساتھ آسان کردیا ہے،'' کہہ کر پوری انسانیت کی آسانی کے لیے جبریل علیہ السلام کو اس وقت بھیجا جبکہ قرآن مجید ابتدائی تنزلات کی وادیوں کو طے کررہا تھا جس نے آکر کہا:

«إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف۔ فقال أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم أتاه الثانية فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرفين فقال أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم جاء ه الثالثة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على ثلاثة أحرف فقال أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم جاء ه الرابعة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأيما حرف قرؤا عليه فقد أصابوا» [صحيح مسلم:۱۹۰۳،۱۹۰۴،سنن أبوداؤد: ۱۴۷۸،سنن الترمذي:۲۹۴۳، سنن النسائي: ۹۳۹، تحفة الأشراف:۱۰۵۹۱،۱۰۶۴۲]

''اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں کیوں کہ میری اُمت ایک حرف پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبریل علیہ السلام دوسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اُمت کو دو حروف پر پڑھایئے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں اللہ سے معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں، کیونکہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ اپنی اُمت کو تین حروف پر قرآن کریم پڑھایے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر چوتھی مرتبہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو سات حروف پر پڑھائیں اور جس حرف پر وہ پڑھیں گے، درستگی کو پالیں گے۔''

چنانچہ حکم ربانی کے تحت آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ حروف سکھلائے جنہوں نے نماز اور خارج نماز میں اس کو معمول بنایا جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقراته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلوٰة فتصبرت حتى سلم......»

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''میں نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت ایسے حروف پر کرتے سنا، جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں انہیں نماز میں ہی کھینچ لیتا۔ پھر میں نے صبر کیا، حتی کہ انہوں نے سلام پھیرا۔''

میں نے ان سے اس بارے میں تکرار کی۔ پھر جب ہم یہ مسئلہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارا مؤقف سننے کے بعد فرمایا: «إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤا ما تيسر منه» ''قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، ان میں سے جو میسر ہو اس کے مطابق پڑھ لو۔'' [صحيح البخاري:۴۹۹۲، ۵۰۴۱، ۲۴۱۹، ۶۹۳۶، ۷۵۵۰، صحيح مسلم:۱۸۹۶، ۱۸۹۷، سنن أبوداؤد:۱۴۷۵، سنن الترمذی: ۲۹۴۳، سنن النسائی:۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، تحفة الاشراف:۱۰۵۹۱، ۱۰۶۴۲]

اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كنت في المسجد فدخل رجل يصلي فقرأ قراءة أنكرتها عليه ثم دخل آخر فقرأ قراءة سوى قراءة صاحبه فلما قضينا الصلوٰة دخلنا على رسول الله ﷺ فقلت إن هذا قرأ قراءة أنكرتها عليه ودخل آخر فقرأ سوىٰ قراءة صاحبه فأمرهما رسول الله ﷺ فقرأ فحسن النبي ﷺ شأنهما...... » [صحيح مسلم:۱۹۰۱، ۱۹۰۲، مسند أحمد:۵/۱۲۷]

''میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگ گیا۔ اس نے ایسی قراءت کی جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے اس سے بھی مختلف طریقے سے پڑھا۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان دونوں نے ایسی مختلف قراءات کی ہیں جن کا مجھے علم نہیں۔ آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ جب دونوں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے ہر ایک کی قراءت کو سراہا۔''

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کا واسطہ دے کر فرمایا: کون ہے جس نے آپ ﷺ سے «أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف» ''قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور اس کا ہر ہر حرف شافی و کافی ہے۔'' کے الفاظ سنے ہیں: « فقاموا حتى لم يحصوا فشهدوا أن رسول الله ﷺ قال أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف فقال عثمان: وأنا أشهد»

''تو اتنا بڑا مجمع کھڑا ہو گیا کہ اس کا شمار ناممکن تھا۔ سب نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور اس کا ہر ہر حرف شافی و کافی ہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی تمہارے ساتھ اس بات پر گواہ ہوں۔'' [مجمع الزوائد:۵/۱۵۳]

حتی کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أنزل القرآن على سبعة أحرف المراء في القرآن كفر ثلاث مرات فما عرفتم منه فاعملوا وما جهلتم منه فردوه إلى عالمه» [مسند أحمد:۳۰۰، صحيح ابن حبان:۷۴، فضائل القرآن:۶۳]

''قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے قرآن کے بارے میں جھگڑا کرنا کفر ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، پس جو تم جان لو اس پر عمل کرو اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کو اس کے علم رکھنے والے کی طرف لوٹا دو۔''

اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: القراءة سنة متبعة يأخذها الآخر عن الأول ''قراءت سنت متواترہ ہے جس کو خلف سلف سے اخذ کرتے ہیں۔'' [كتاب السبعة: ص۵۰، ۵۱] اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كله ''جس نے ایک حرف کا انکار کیا اس نے پورے قرآن کا انکار کیا۔''

[تفسیر طبری:۱/۵۴،الابحاث:۱۸، نکت الانتصار از باقلانی:۳۶۴]

چنانچہ مذکورہ بالا دلائل کے تناظر میں قراءات توقیفی اور متواتر ہیں اوران کا انکار قرآن کا انکار ہے اورقرآن کا انکار کرنے والا کفر کا ارتکاب کرنے والا ہے۔اس لیے اس میں جھگڑنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ ان کو تسلیم کرنا اور ان کی فہم وبصیرت کے لیے قرآنی علماء و ماہرین کی طرف لوٹانا ہی قرین قیاس اور صراط مستقیم ہے۔ اسی صراط مستقیم کی نشاندہی کرتے ہوئے امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إن القراء ات توقيفية وليست اختيارية ''قراءات توقیفی ہیں نہ کہ کسی کی اپنی اختیار کردہ ہیں۔'' بلکہ فرماتے ہیں کہ: وقد انعقد الإجماع على صحة قراء ة هؤلاء الأئمة وإنها سنة متبعة ولامجال للاجتهاد فيها ''قراءعشرہ کی قراءات کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے اور قراءات توقیفی اور متواتر ہیں ان میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔'' [البرہان فی علوم القرآن:۱/۲۲۲-۳۲۱] اورامام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كل ماصحّ عن النبى ﷺ من ذلك فقد وجب قبوله ولم يسع أحد من الأئمة ردّه ولزم الإيمان به وإن كله منزل من عند الله إذا كل قراء ة منها مع الأخرى بمنزلة الآية مع الآية يجب الإيمان بها كلها واتباع ما تضمنته من المعنى علما و عملا۔''ان قراءات میں سے جو بھی نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں، ان کو قبول کرنا واجب ہے۔ کسی بھی امام نے ان کو ردّ کرنے کی جرأت نہیں کی ہے اوران پر ایمان لانا لازم ہے کہ وہ تمام کی تمام منزل من اللہ ہیں۔

اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے (یوں کہا جائے گا کہ) ہر قراءت دوسری قراءت کے لیے ایسے ہی ہے جیسے ایک آیت دوسری آیت کے ساتھ، ان تمام پر ایمان لانا لازم ہے۔ یہ قراءات جن معانی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں علمی اور عملی طور پر ان کی اتباع کرنا ضروری ہے۔'' [النشر:۱/۵۱، مجموع الفتاویٰ:۱۳/۳۹۱] اورامام ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ومضت الأعصار والأمصار على قراء ة السبعة بل العشرة وبها يصلى لأنها تثبت بالإجماع ''قراءات عشر کے ثبوت پر زمانوں کے زمانے اور شہروں کے شہر گزر چکے ہیں اوران قراءات کی نماز میں تلاوت کی جاتی تھی، کیونکہ ان کے ثبوت پر اجماع ہے۔'' [أبحاث فی القراء ات:ص۲۵] اورامام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''لم ينكر أحد من العلماء قراء ة العشرة'' ''علماء میں سے کسی نے بھی قراءات عشر کا انکار نہیں کیا۔''

[منجد المقرئین:ص۱۲۹] اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من أنكر آية من كتاب الله وعاب شيئا من القرآن أو أنكر كلمة أو قراء ة متواترة أو زعم أنها ليست من القرآن كفر إذا كان كونه من القرآن مجمعا عليه ''جس نے کتاب اللہ کی کسی آیت کا انکار کیا، اس میں عیب نکالا یا کسی کلمہ یا قراءت متواترہ کا انکار کیا یا اس نے گمان کیا کہ وہ قرآن نہیں تو وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے۔'' [الفقہ الأکبر:۱۶۷]

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أجمع المسلمون على أن من نقص حرفا قاصدا بذاك أو بدل بحرف مكانه أو زاد فيه حرفا مما لم يشتمل عليه المصحف الذى وقع عليه الإجماع أنه كافر''

[الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ:۲/۶۴۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید سے قصداً ایک حرف ناقص کیا یا ایک حرف دوسرے حرف سے بدلا یا اجماع امت سے ثابت ہونے والے مصحف پر ایک حرف کی زیادتی کی تو وہ کافر ہے۔''

علماء کے فتاویٰ کی روشنی میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے کہ قراءات اپنی تمام کیفیات کے ساتھ اُمت اسلامیہ کے استنادی اور عملی تواتر سے ثابت ہیں۔ مستشرقین اور ان سے متاثر فکری کج روی کا شکار ہونے والے افراد گمراہی وضلالت کی راہ پر ہیں اور قراءات کا انکار کرکے خطرناک جرم کے مرتکب ہونے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا اور ان کے فکر کو بے نقاب کر کے درست راہ کی راہنمائی کرنا جہاں دین اسلام کی عملی حمایت ہے وہاں ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ کی تعبیر بھی ہے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور قیامت کے دن صاحب قرآن کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین

لجنة الإفتاء

قاری محمد ابراہیم میر محمدی (رئیس کلیة القرآن والتربیة الإسلامیة، پھول نگر، قصور)

قاری صہیب احمد میر محمدی (مدیر کلیة القرآن والتربیة الإسلامیة، پھول نگر، قصور)

الشیخ محمد اجمل بھٹی (شیخ الحدیث کلیة القرآن والتربیة الإسلامیة، پھول نگر، قصور)

الشیخ محمد اکرم بھٹی (شیخ التفسیر کلیة القرآن والتربیة الإسلامیة، پھول نگر، قصور)

[۳]

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد فأقول وبالله التوفيق

صورت مسؤلہ میں قراءات قرآن سبعہ وعشرہ کا وجود قراء علماء اور ائمہ قراء کی آراء پر موقوف نہیں ہے بلکہ احادیث صحیحہ سے یقینی اور قطعی طور پر بلاشبہ ثابت ہے۔ محدثین رحمہم اللہ نے اس پر باقاعدہ ابواب قائم کئے ہیں اور اسانید صحیحہ متصلہ سے ان موجودہ متعددہ قراءات کو مدلل اور مبرہن کیا ہے۔ چنانچہ کتب صحاح میں سے جامع صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، سنن نسائی اور مسند احمد جیسی اہم کتب حدیث میں متعدد قراءات اسانید صحیحہ سے ثابت ہیں اور ائمہ سے مروی قراءات سبعہ وعشرہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جم غفیر یعنی تقریباً ۲۴ صحابہ ان کے رواۃ میں سے ہیں۔ جامع صحیح بخاری اور دوسری کتب احادیث میں سورۃ الفرقان کی قراءات کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہوا۔ قراءات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آگئے، اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور دعویٰ دائر کیا کہ اس کی قراءات قراءات نبوی نہیں ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہشام کو چھوڑو اور ہشام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم وہ قراءات پڑھو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہشام رضی اللہ عنہ نے جب وہ قراءات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی جس کو سن کر میں سمجھا تھا کہ یہ قراءات نبوی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كذلك أنزلت پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ إقراء يا عمر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فقرأت القراءة التي أقرأني فقال كذلك أنزلت إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ماتيسر منه [جامع صحيح البخاری، باب أنزل القرآن علی سبعة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أحرف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت فتح الباري: ۲۳/۹]
نیز صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۹۴، ۱۸۹۷ اور سنن ابی داؤد میں امام صاحب نے باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف کا باقاعدہ باب باندھا ہے اور اس میں متعدد احادیث سے قراءت متعددہ ثابت کی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد مع عون المعبود: ۵۴۹/۱ اور اسی طرح صحاح میں سے سنن نسائی: ۱۵۱/۱۔ اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب القراءة میں نیز امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کتاب الحروف والقراءات کے نام سے باب قائم کیا ہے جس میں سبعہ أحرف سے متعلقہ احادیث کا اندراج کیا ہے۔ بہرحال موجودہ قراءات ائمہ قراء کے قیاس، ان کے اجتہادات اور آراء کی مرہونِ منت نہیں ہیں بلکہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہیں۔ اجلہ صحابہ اس کے رواۃ ہیں، چنانچہ قرآن کے بہت بڑے قاری اُبی بن کعب، ابن عباس، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن عفان، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابوہریرہ اور ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم جیسی عظیم شخصیات سے ثابت ہیں۔ قراءات متعددہ والی احادیث تواتر لفظی کے ساتھ ثابت ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بڑی محنت کر کے ان سب کو جمع کیا ہے اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے حصول المأمول کے ص ۳۵ میں بیان کیا ہے کہ قد ادعی أهل الأصول تواتر کل واحد من السّبع والعشر.

اسی طرح امام زرکشی رحمہ اللہ البرهان في علوم القرآن: ۲۲/۱، ۳۲۱ میں بیان کرتے ہیں:
وقد انعقد الإجماع على حجيّة قراءة القراء العشرة وإن هذه القراءات، سنة متبعة لا مجال للاجتهاد فيها، وقال: القراءات توقيفية وليست اختيارية خلافاً للجماعة
علامہ غزالی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: حد الكتاب ما نقل إلينا بين دفتي المصحف على الأحرف السبعة المشهورة نقلاً متواتراً [المستصفى: ۱۵۱/۱]
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے: لم ينكر أحد من العلماء القراءات العشر
[ملاحظہ ہو مجموع الفتاویٰ: ۳۹۳/۳]

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقه الأكبر میں لکھتے ہیں:
فالمتواتر لا يجوز إنكاره لأن الأمة الإسلامية قد أجمعت عليه وتواتر القراءات من الأمور الضرورية التي يجب العلم بها [شرح فقه الأكبر، ص ۱۶۷]
علامہ خطابی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں فرماتے ہیں:
إن أصحاب القراءات من أهل الحجاز والشام والعراق كل منهم عزا قراءته التي اختارها إلىٰ رجل من الصحابة قرأها على رسول الله ﷺ لم يستثن من جملة القرآن شيئاً
[الاعلام: ۳۷۳/۲]

نیز عظیم مفسر قرآن امام قرطبی رحمہ اللہ نے قراءات کے بارے میں لکھا ہے:
وقد أجمع المسلمون في هذه الأعصار على الاعتماد على ما صحّ عن هؤلاء الأئمة مما رووه من القراءات وكتبوا فى ذلك مصنفات فاستمر الاجماع على الصواب وحصل ما وعد الله به من حفظ الكتاب وعلى هذا الأئمة المتقدمون والفضلاء المحققون.
[ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی: ۴۶/۱]

نیز حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموعہ فتاویٰ جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۲ میں لکھا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبب تنوع القراء ات فيما احتمله خط المصحف هو تجويز الشارع وتسويغه في ذلك لهم إذ مرجع ذلك إلى السنة والإجماع لا إلى الرأى والابتداع

اور حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واتفقوا أن كل ما فى القرآن حق وأن من زاد فيه حرفا ما أو غير قراء ات المروية المحفوظة المنقولة نقل الكافة أو نقص منه حرفاً أو غير فيه حرفا مكان حرف وقد قامت عليه الحجة أنه من القرآن فتمادى متعمداً لكل ذلك عالما بأنه بخلاف ما فعل فإنه كافر . [ملاحظہ مراتب الإجماع: ص۱۷۴]

کہ کوئی شخص بھی قرآن میں کسی ایک حرف کا اضافہ کرے یا ان قراءات کو جو تواتر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے نقل ہوچکی ہیں تبدیل کرے یا کوئی حرف کم کرے یا کسی حرف کی تبدیلی کرے جس حرف کے قرآن ہونے کی دلیل قائم ہوچکی ہو اور عمداً ایسا کرے تو وہ کافر ہے، اسی طرح علامہ ابن جزری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ أن الإجماع منعقد على من زاد حرفاً وحركة في القرآن أو نقص من تلقاء نفسه مصرّا على ذلك يكفّر یعنی اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ جو شخص قرآن ایک حرف کا، حرکت کا اضافہ یا کمی کرے اور اس پر مصر ہو تو وہ کافر ہے۔

بہر حال جو لوگ سبعہ وعشرہ قراءات جو کہ حدیث متواترہ کے ساتھ ثابت ہوچکی ہیں اور نمازوں میں پڑھی جاتی رہیں اور اس پر زمانے بیت گئے جانتے ہوئے ان کا علم رکھتے ہوئے ان میں سے کسی ایک قراءت کا انکار کرے تو یہ پورے قرآن کے انکار کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی ایک پیغمبر کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب کے مترادف ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ [سورہ شعراء]

''کہ اللہ کے سچے نبی نوح علیہ السلام کی تکذیب کو تمام نبیوں کی تکذیب کہا گیا۔''

اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک نبی کی بھی تکذیب کرے گویا کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مکذب ہے اسی طرح تواتر کے ساتھ نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ قراءات ہیں کہ بعض قراءات کو ماننا اور بعض کا انکار کرتا ہے تو وہ ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ کا مصداق ہے۔ أعاذنا منه یعنی جیسا کہ یہود ونصاریٰ اور خواہش پرست گروہوں نے قرآن کے بعض حصوں کو مانا اور بعض کا انکار کیا یہ لوگ اسی کے مصداق ہیں کہ ان لوگوں نے ان قراءت کے ساتھ اتفاق کیا جو ان کی آراء کے مطابق تھیں اور ان کا انکار کیا جو ان کی آراء کے مخالف تھیں۔

بہر حال سبعہ قراءات منزل من اللہ ہیں جو اختلاف لغات اور لہجات پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ علامہ سبکی رحمہ اللہ نے إتحاف فضلاء للدمياتي: ۹/۱ میں تفصیل سے لکھا ہے اور وہ سات قراءتیں جو کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے لکھی ہیں اور وہ تین جو کہ ابوجعفر خلف اور یعقوب رحمہم اللہ سے منسوب ہیں یہ سب قراءات متواترہ ہیں ان میں سے کسی سے انحراف کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام رسول اللہ ﷺ پر منزل من اللہ ہیں ان میں کسی قسم کے شکوک وشبہات پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی اس محقق مؤکد خبر ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ جب کہ تمام مسلمان اہل سنت کے نزدیک اللہ کی خبر میں کبھی بھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ان قراءات میں سے بعض کا انکار کرنا یہ اہل اسلام خواص وعوام کسی مسلمان کے لیے بھی جائز نہیں ہے اور یہ اہل ایمان کے راستے کے خلاف ہے۔ لہٰذا قراءاتِ قرآنیہ اور قرآن مجید کو پڑھنے کے مختلف لہجات جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور ان پر اُمت کا اجماع ہوچکا ہے اب کوئی شخص ان تمام یا کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ بالا جماع ضال اور سبیل المؤمنین کا تارک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ هذا ما عندی واللّٰه أعلم بالصّواب.

مولانا عبداللہ امجد چھتوی

(شیخ الحدیث مرکز الدعوۃ السلفیۃ ستیانہ بنگلہ، فیصل آباد)

[۴]

سوال نمبر۲: مروجہ قراءات کے بارے میں کیا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟

الجواب: اَحادیث مبارکہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ قرآن مقدس سات حروف پر نازل ہوا ہے جس کے اوّلین مخاطب عرب قبائل بالعموم ایک دوسرے سے الگ تھلگ اور اُمی تھے۔ الفاظ کی ادائیگی میں ہر زبان میں ایسا ہوتا ہے کہ اس زبان کے دائرہ میں رہنے والوں کے لہجے میں فرق ہوتا ہے اور بعض معانی کے اظہار میں الفاظ بھی مختلف ہوجاتے ہیں۔ بعض قبائل ایسے بھی تھے جو دوسرے قبیلے میں مروّجہ حروف اَدا نہیں کرسکتے تھے۔ آسانی کے لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کو سبعہ اَحرف پر نازل کیا اور ان میں جو آسان لگے اس کے مطابق قراءت کی اِجازت دی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ سورۃ الفرقان کی تلاوت کررہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کی قراءت میں کئی حروف ایسے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے، میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے دونوں سے سورۂ فرقان کی قراءت سنی اور دونوں کی قراءت کے بارے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے اور فرمایا: « إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُ وا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ »

''یعنی قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے ان میں سے جو آسان لگے پڑھو۔'' [صحیح البخاري:۴۹۹۲]

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن رسول الله ﷺ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتّٰى انْتَهى إِلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ [ایضاً: رقم ۴۹۹۱]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر پڑھایا، میرے طلب کرنے اور مراجعت پر سات حروف تک بڑھا دیا۔''

سات حروف پر نزول کی اَحادیث درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں:

عمر، عثمان، ابن مسعود، ابن عباس، ابو ہریرہ، ابوجہم، ابوسعید خدری، ابن طلحہ الانصاری، ابی بن کعب، زید بن ارقم، سمرۃ بن جندب، سلمان بن صرد، عبدالرحمٰن بن عوف، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابوبکرۃ، ہشام بن حکیم، انس، حذیفہ، اُم ایوب رضی اللہ عنہم [مناهل العرفان في علوم الدين:۱۳۲/۱]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''سات حروف سے مراد قراء سبعہ کی قراءات نہیں ہیں۔ مذکورہ قراءات کو سب سے پہلے تیسری صدی کے امام ابوبکر بن مجاہد رحمہ اللہ نے جمع کیا۔ مسلمانوں میں اس پر اتفاق ہے کہ جن سات حروف پر قرآن کا نزول ہوا تھا ان میں معنیٰ کا تناقض یا تضاد نہیں بلکہ ایک ہی معنی کے (مرادف) الفاظ تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے توضیح یوں کی: جیسا کہ تم کہو اقبل ، هلم ، تعال ، اھ [الفتاویٰ:۳۹۰/۱۳]

اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ بعض معانی کی اَدائیگی میں عرب لغات مختلف تھیں اسی طرح بعض حروف کے لہجے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف تھا۔

علامہ مناع القطان لکھتے ہیں:

''سبعہ احرف سے عرب کی سات لغات مراد ہیں جو کہ ایک معنی پر دال ہیں۔ ادلہ صحیحہ اسی رائے کو درست ثابت کرتے ہیں اور یاد رہے ان حروف میں پڑھنے والے کی رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے الفاظ پر ہی قراءت ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت تھی کہ اس بارے اختلاف اور انکار نہ کیا جائے۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی نسل اور نئے مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے اختلافات نمایاں ہونے لگے اور کئی مواقع پر محسوس کیا گیا کہ کسی ایک حرف پر امت کو اکٹھا کیا جائے۔'' [مباحث في علوم القرآن ص۱۶۲]

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ فتح آرمینیا اور آذربائیجان کے غزوات میں شریک ہو چکے تھے۔ عرض کی عثمان رضی اللہ عنہ! اُمت کو اختلاف سے بچالو، یہود و نصاریٰ کی طرح ان میں اختلاف پیدا نہ ہو جائے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ صحف منگوائے (جو زید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے مدوّن کئے تھے) اور زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس کے متعدد نسخے تیار کرو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے (مؤخر الذکر) تینوں قریشیوں کو حکم دیا کہ تمہارے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کی صورت میں 'لسان قریش' میں لکھو کہ ان کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے۔

[صحیح بخاری کتاب التفسیر، باب جمع القرآن]

اب چند ایک اَمثلہ ملاحظہ فرمائیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ویقرأ مرساها و مجراها و مجريها و مرسيها﴾ (تفسیر سورہ ہود) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سورہ یوسف کی آیت میں ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ پڑھتی تھیں۔ نیز فرماتے ہیں: ﴿وقال فَرَضْنَاهَا أنزلنا فيها فرائض مختلفة ومن قرأ فَرَّضْنَاهَا يقول فرضنا عليكم وعلى من بعدكم﴾

اس اختلاف میں لہجات کا اختلاف بھی آتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: هل أتاك حديث موسىٰ میں اتی اور موسیٰ میں بعض امالہ کرتے ہیں اور بعض فتح پڑھتے ہیں اسی طرح اظہار و ادغام، ہمزو تسہیل اور اشام وغیرہ میں لہجات کا اختلاف ہے، اس تنوع کی اجازت ایک حقیقت ثابتہ تھی جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب نزول القرآن بلسان قريش والعرب قرآنا عربيا بلسان عربي مبين" میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک بڑی تعداد نے قرآن پاک کی سورتیں لکھ رکھی تھیں ہر ایک نے وہی قراءت لکھی جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ مختلف حروف منزلہ کے مصاحف میں رہنے سے اختلاف کی خلیج وسیع ہو سکتی تھی۔ بناء بریں عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ختم کر کے ایک 'المصحف' پر متفق کیا اور اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہو گیا۔

عثمانی صحیفہ 'الامام' میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو مختلف حروف منزلہ اور لہجات رسم میں آسکیں۔ لغت قریش پر تحریر کردہ 'المصحف' کے بارے ائمہ کرام قراء کی خدمات وقیع ہیں۔ جس طرح فہم قرآن مقدس کے لیے لغت عرب کا تحفظ ہوا ہے اور علوم حرف، نحو اور بلاغہ مدون ہوئے ہیں جن سے علی وجہ البصیرۃ الفاظ کی تصریف کی درستی، جملوں کی ترکیب کی تصویب اور وجوہ اعجاز کا تعین سمجھا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اَدائیگی حروف قرآن کے حوالے سے قراء کی خدمات وسیع اور وقیع ہیں۔ یاد رہے کہ قراء سبعہ یا عشرہ ان قراءات کے بانی نہیں ہیں اَدائیگی حروف کے یہ انداز بہت پہلے سے جاری تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ کے حوالے سے قراءات کا انتساب ان کی طرف ہوا ہے۔

اس بارے میں امت کا اجماع ہے کہ درست قراءت کے لیے تین شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔

① وہ قراءت عربیہ کے موافق ہو۔

② عثمانی مصاحف کے موافق ہو۔

③ اس کی سند رسول اللہ ﷺ تک صحیح ہو۔

دیکھئے: ﴿ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ﴾ میں أرجِلَکم کا منصوب پڑھنا یا مجرور۔

﴿وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ﴾ میں یطھرن کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھنا۔

یہ چند اَمثلہ ہیں عربیت، عثمانی مصحف اور صحت استناد سے قراءات ثابت شدہ ہیں اور ہر ایک میں معانی مختلفہ ہیں جن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

﴿أرجلَکم﴾ بفتح اللام میں پاؤں دھونے کا حکم ہے تو ﴿ أرجلِکم ﴾ بکسر اللام میں موزوں پر مسح کا حکم نکل سکتا ہے۔ اور یطھرن بالتشدید میں طہارت کے ساتھ غسل کی اہمیت کا اشارہ بھی ہے۔

البتہ مصاحف عثمانی کے کلمات سے ہٹ کر دوسرے ہم معنی الفاظ کی قراءت درست نہیں کہ ان کا تواتر ثابت کرنا مشکل ہے۔ اور جن کلمات میں متنوع قراءتیں رسم صحیفہ عثمانی سے مطابقت رکھتی ہیں ان پر اجماع ہے کہ پڑھنا درست ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ [فتح الباري شرح صحيح البخاري میں ہے: ۳۰/۹]

حق یہ ہے کہ المصحف میں جمع شدہ کے بارے قطعی طور پر یقین ہے کہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور جسے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا اس میں بعض حروف سبعہ ہیں، سب نہیں اور اس کے علاوہ قراءات میں جو نقوش محررہ کے موافق نہیں اور جنہیں سہولت کے لیے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اختلاف ہونے لگا اور اس بنیاد پر ایک دوسرے کو کفر کی نسبت دی جانے لگی۔ تو سب نے اسی کو اختیار کرلیا کہ جس لفظ کے لکھنے کی اجازت دی گئی ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے۔

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس ایک حرف پر اقتصار اس طرح ہے جیسا کہ چند خصلتوں کے اختیار کی صورت میں ایک کو اپنا لیا جائے کہ سب وجوہ پر قراءت واجب نہیں تھی بلکہ رخصت کے طور پر تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے یہ الفاظ اس پر دال ہیں: "فاقرأوا ما تيسر منه . الحديث"، یعنی ان حروف میں سے جو آسان لگے پڑھو۔'' امام طبری رحمہ اللہ نے اس کی بہت تفصیل ذکر کی ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء وسلف ائمہ کا یہی کہنا ہے کہ سبعہ اور عشرہ قراءات جو سبعہ حروف میں سے ایک حرف پر ہیں۔ اور وہ اس پر بھی متفق ہیں کہ (اللہ کی طرف سے نازل کردہ) سات حروف ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ بعض حروف دوسرے حروف کی تصدیق کرتے ہیں۔ خط مصحف (عثمان) کے دائرے میں آنے والی قراءات کی اجازت شارع علیہ السلام نے دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لیے کہ ان کا مرجع سنت اور اتباع ہے محض رائے اور ابتداع نہیں۔'' [الفتاویٰ:۱۳/۴۰۱]

سوال نمبر۲: اس سلسلہ میں اسلاف اُمت کی رائے کیا ہے؟

الجواب: بعض آراء کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس پر ایک مبسوط رائے تحریر کی ہے، لکھتے ہیں:

علماء کی ایک تعداد نے صراحت کی ہے کہ یہ قراءاتیں جو قراء سبعہ کی طرف منسوب ہیں یہ وہ سات حروف نہیں ہیں جن کی قراءت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وسعت دی گئی تھی یہ ان سات میں سے ایک حرف کی طرف راجع ہیں یعنی جس حرف پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کو جمع کیا ابن النحاس وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے یہ مشہور قراءتیں ہیں جنہیں ائمہ قراء نے اختیار کیا ہے اور ہر ایک کا انتخاب ان کے نزدیک احسن اور اولیٰ کا ہے، ان کے اختیار کردہ کی نسبت ان کی طرف ہوگئی ہے اور ان میں سے کسی نے بھی دوسرے کے طریق قراءت کو ممنوع قرار نہیں دیا اور نہ ہی انکار کیا ہے بلکہ اسے بھی درست اور جائز قرار دیا۔ اسی وجہ سے دو دو اور زیادہ کا انتخاب بھی (بعض الفاظ میں) مروی ہے اور سب صحیح ہے۔

ان ادوار میں مسلمانوں کا اجماع رہا ہے کہ ائمہ قراء سے مرویہ قراءات صحیحہ پر ہی اعتماد کیا جائے۔ اس طرح قرآن کی حفاظت کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ ائمہ متقدمین اور محقق فضلاء کا نظریہ یہی ہے جیسا کہ ابوبکر بن الطیب رحمہ اللہ اور طبری رحمہ اللہ وغیرہ ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں گزشتہ اَدوار میں تمام شہروں میں سبعہ قراء کی قراءت پر اتفاق رہا ہے، اسی کے مطابق نماز کی ادائیگی ہوتی رہی ہے کہ یہ قراءتیں بہ اجماع ثابت شدہ ہیں۔

[مقدمہ جامع أحکام القرآن:۱/۴۶]

ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قرآن اللہ کا کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ دفتین کے مابین لکھا ہوا ہے اور وہ امت میں متواتر ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے بعض الفاظ (سب اللہ کی طرف سے نازل کردہ) کے اختلاف اور مختلف لہجات کے ساتھ روایت کیا اور نقل کیا۔ اور بالآخر اداء و مخارج کے اعتبار سے سات قراءتیں مقرر ہوگئیں جن کی نقل متواتر ہوتی آئی اور ہر قراءت پر ایک جم غفیر کی روایت نے شہرت پائی اور اُصولا سات قراءتیں معروف ہوئیں اور سات کے علاوہ کچھ قراءتیں بھی لاحق ہوئیں مگر وہ اتنی قابل اعتماد نہیں البتہ سات قراءتیں کتب میں معروف ہیں۔ اھ [مقدمہ ابن خلدون]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''نماز میں اور نماز کے علاوہ ان قراءات کا پڑھنا جائز ہے جو رسم مصحف کے موافق اور ثابت ہیں۔'' [الفتاوی:۱۳/۴۰۳]

سوال نمبر۳: جو لوگ قرآن مجید کی قراءات متواترہ کا انکار کردے ہیں شرعی اعتبار سے ان کا کیا حکم ہے۔ امت کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔

الجواب: تفصیل بالا سے واضح ہے کہ قراءات متواترہ کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے کہ قرآن عظیم وہ کتاب ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور ائمہ قراء نے پڑھا اور جو دفتین میں محفوظ ہے۔ اس میں انداز قراءۃ کا تنوع ہے مگر معنی میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ بعض اوقات نئے معانی اور احکام بھی ان میں سمجھے جاتے ہیں لہٰذا کسی بھی ثابت شدہ قراءت کا انکار درحقیقت قرآن کا ہی انکار ہے، جو کہ کفر ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’قرآن سات حروف پر اتارا گیا ہے تم جس حرف پر پڑھو گے درست ہوگا، آپس میں الجھانہ کرو، اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔‘‘ [مسند أحمد:۲۰۴/۴، ۲۰۵]

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث [مسند أحمد:۳۰۰/۱] اور ابوجہم رضی اللہ عنہ کی حدیث [مسند أحمد:۱۶۹/۴] میں ہے سات حروف منزلہ میں سے کسی کا انکار اور اس میں جھگڑنا کفر ہے۔ جبکہ مصحف عثمانی میں ایک حرف کی متنوعہ قراءات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور مختلف قبائل کے اداء الفاظ کی بنیاد پر رسم عثمانی میں محفوظ کردی گئی ہیں اس کا انکار کفر کیوں نہ ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اداء لفظ میں تنوع صفات اسے ایک لفظ ہونے سے خارج نہیں کرتیں لہٰذا وہ حروف سبعہ میں سے ایک حرف ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام اور ائمہ نے کسی ایک معین قراءت کی پابندی کو ضروری نہیں قرار دیا بلکہ اگر کسی کے پاس شیخ حمزہ یعنی اعمش رحمہ اللہ کی قراءت یا یعقوب بن اسحق حضرمی رحمہ اللہ کی قراءت ہو یا حمزہ اور کسائی کی اور اسکے مطابق قراءت کرے اسی میں کسی کا بھی نزاع اور اختلاف نہیں ہے۔ [الفتاویٰ:۳۹۳/۱۳]

مولانا محمد رفیق اثری

(شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالہ، ملتان)

[۵]

سبعۂ اَحرف اور قراءاتِ عشرہ متواترہ ہی قرآن کریم ہے

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وبعد

قرآن کریم فرقانِ حمید وحی الٰہی ہے، اس کے الفاظ و معانی، حروف وکلمات، جملے اور ترکیبات کلام اللہ اور اعجاز ربانی میں ایک مخلص مومن کو مکمل یقین اور اطمینان ہے کہ وہ جس طرح لوح محفوظ میں حفاظت الٰہی میں تھا، اسی طرح بیت العزۃ میں نازل ہوا، بعینہٖ اسی طرح حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اَطہر پر نازل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکمال و تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھ کر سنایا اور اسی کے مطابق آج تک پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے، اس کے اندر کسی قسم کی کمی بیشی انسان کے بس میں ہی نہیں ہے۔

قرآن پاک تاقیامت اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے، اس کے حصول کا ذریعہ اصلاً تلقی باللسان اور حفاظت اہل علم و ایمان کے پاکیزہ سینوں میں محفوظ ہے، فرمایا: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر:۹]

’’یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔‘‘

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ . فَإِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ﴾ [القيامة:۱۸]

’’بے شک اس کو جمع کرنا اور اس کو پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم اس کو پڑھیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کریں۔‘‘

نیز فرمایا: ﴿ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِي صُدُوْرِ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا إِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [العنكبوت:۴۹]

’’بلکہ یہ اہل علم کے سینوں میں محفوظ آیاتِ بینات ہیں، اور اس کی آیتوں کا انکار تو صرف ظالم ہی کرتے ہیں۔‘‘

اس کے اصل نظم اور اس کے اوصافِ ذاتیہ میں کمی بیشی اس کی حفاظت کے منافی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے الفاظ وحروف اور اس کی قراءت کے مختلف طرق اور اس کی مختلف روایات جو قراءات عشرہ کے نام سے معروف ہیں جو حدیث میں مذکور 'سبعہ احرف' کی عملی تفسیر وتعبیر ہے، اس کے ثبوت کے لیے متواتر کا لفظ صرف تفہیم اور علمی دنیا کے رسم کے لیے ہے ورنہ اس کا ثبوت آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی سے بھی زیادہ واضح ہے۔ تواتر کی ہر تعریف قرآن حکیم اور اس کی قراءات کے ثبوت سے کم تر ہے، اس کا ثبوت اس سے بہت اعلیٰ و بالا ہے۔ قرآن کریم کے ثبوت پر ہمارا اطمینان واعتماد ہمارے ایمان کا جزو لازم ہے۔

قراءاتِ عشرہ متواترہ کا حکم

اُمت اسلامیہ کے اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم 'سبعۃ احرف' پر نازل ہوا ہے اس کی صراحت اَحادیث نبویہ میں آچکی ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق اختلافات منقول ہیں، حدیث میں ہے:

عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال: أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَىٰ حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ حَتَّى انْتَهَىٰ إِلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ [أخرجه البخاري في صحيحه، الفضائل، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے ایک حرف پر قرآن پڑھایا، تو ان سے مراجعت کی اور میں مزید حروف پر پڑھنے کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ بھی زیادہ کرتے رہے، حتیٰ کہ سات حروف پر پڑھنا ٹھہرا۔''

ایسے ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے، اس میں سات حروف پر پڑھنے کو آخری قراءت بتایا گیا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان أن القرآن علی سبعۃ أحرف وبیان معناہ]

'سبعۂ احرف' سے کیا مراد ہے؟

اس میں اہل علم کی دو رائیں ہیں، اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد حقیقتاً سات کا عدد ہے اور 'احرف' سے مختلف قبائل کے لہجات اور ان کی لغات مراد ہیں جن کی لغات کے مطابق قرآن نازل ہوا ہے۔

اور وہ: ① قریش ② ہذیل ③ ثقیف ④ ہوازن
⑤ کنانہ ⑥ تمیم ⑦ اور یمن ہیں۔

یا اس سے مراد:
① قریش ② ہذیل ③ تمیم ④ ازود
⑤ ربیعہ ⑥ ہوازن ⑦ سعد بن بکر ہیں۔

یہ رائے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (۱۹۸ھ)، ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (م۲۲۴ھ)، علامہ طبری رحمہ اللہ (م۳۱۰ھ)، ابوشامہ رحمہ اللہ (م۶۶۵ھ)، امام قرطبی رحمہ اللہ (م۶۷۱ھ) اور دیگر متعدد قدیم وجدید اہل علم سے منقول ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: [جامع البيان للطبري: ۲۱/۱، ۶۷، المرشد الوجيز لأبي شامة: ۹۷، الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۴۱، ۴۶ والأحرف السبعة لحسن ضياء الدين عتر]

یہی رائے زیادہ وجیہ معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ مذکورہ بالا حدیث کے تمام طرق میں سبعہ اَحرف کا لفظ موجود ہے اس کا واضح مفہوم وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبعہ احرف سے مراد لغات اور لہجات ہی ہیں، اسی رائے پر طبیعت مطمئن ہوتی ہے اور یہی رائے قرین عقل ودلیل معلوم ہوتی ہے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمع ثانی کے موقع پر تینوں قریشی علماء قرآن سے کہا تھا:

إذا اختلفتم أنتم وزيد في شيء فاكتبوه بلغة قريش فإنه نزل بلغتهم

''یعنی جب تمہارا اور زید بن ثابت کا کسی لفظ کے بارہ میں اختلاف ہو تو اسے قریش کے طریقہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا۔''

واضح رہے کہ قرآن کے قریش کی زبان میں نازل ہونے کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلغتھم کیا ہے۔ واللہ اعلم

'قراءات عشرۃ'، 'سبعہ اَحرف' کی روایات کا نام ہے:

بعض حضرات اس وہم کا شکار ہوئے کہ سبعہ قراءات ائمہ قراءات کی قراءات کا نام ہے ان کی شہرت تو صرف روایت کی وجہ سے ہوئی ہے، سبعہ احرف کی روایات عشرہ قراءات کا سبب بنی ہیں۔

اصلاً قراءات عشرۃ اور روایات کا مصدر ومنبع وحی الٰہی ہے اور پوری دس قراءات متواترہ قرآن کریم ہیں، ائمہ قراءات کا ان میں کوئی دخل نہیں وہ تو صرف ناقل ہیں اس کے سوا ان کی کوئی حیثیت نہیں، انہیں ان قراءات کا موجد سمجھنا تو ایسے ہے جیسے محدثین رحمہم اللہ کو اَحادیث کا واضع کہا جائے اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔

سلف کا مؤقف

صحابہ وتابعین کرام سے لے کر عہد ہر عہد اسلامی میں ان قراءات کو قرآن کریم کا حصہ سمجھا گیا، ائمہ حدیث تفسیر نے اپنی اپنی کتابوں میں حسب استطاعت انہیں نقل بھی کیا ان سے استدلال بھی کیا، جو اس امر کی دلیل ہے کہ انہیں ان سے مکمل اتفاق تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا:

جمع القراء ات السبع هل هو سنة أم بدعة، هل جمعت على عهد رسول صلی اللہ علیہ وسلم وهل لجامعها مزيد ثواب على من قرأ برواية أم لا؟

''سبعہ قراءات کو جمع کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمع کی گئیں یا نہیں؟ اور کیا ان سب قراءات کے مطابق پڑھنے والے کو صرف ایک قراءت کے مطابق اجر وثواب میں فوقیت حاصل ہے یا نہیں؟''

تو امام صاحب نے جواب میں فرمایا:

الحمد لله! أما نفس معرفة القراء ات وحفظها فسنّة متبعة يأخذها الآخر عن الأول فمعرفة القراء ات التى كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقرأ بها أو يقرّهم على القراء ة بها أو يأذن لهم وقد أقرئوا بها سنة والعارف في القراء ات الحافظ لها، له مزية على من لم يعرف ذلك أو لا يعرف إلا قراء ة واحدة [مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۱۳/۴۰۴]

''الحمدللہ جہاں تک ان قراءات کا علم حاصل کرنے اور انہیں حفظ کرنے کا تعلق ہے تو یہ واجب الاتباع سنت ہے جو خلف نے سلف سے اخذ کی ہے، چنانچہ ان قراءات کا علم جن کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے اور صحابہ کو ان کے مطابق پڑھتے ہوئے سنتے یا انہیں ان کے مطابق پڑھنے کی اجازت دیتے تھے اور انہوں نے ان کے مطابق قراءت کی تو یہ سنت ہے اور ان قراءات کے عالم اور حافظ کو علم نہ رکھنے والے یا صرف ایک قراءت کا علم رکھنے والے پر فضیلت حاصل ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قراءاتِ عشرۃ کے انکار کا حکم

جیسا کہ تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے کہ 'سبعۃ احرف' قراءاتِ عشرۃ ہیں جو روایات کی وجہ سے سات سے دس ہوگئی ہیں اور پوری کی پوری متواترہ ہیں اور دینی اور شرعی اعتبار سے متواتر کے انکار کا حکم بہت واضح اور معروف ہے اگر کسی ضد اور عناد کی وجہ سے ہو یا مستشرقین سے تاثر کی بناء پر ہو تو معاملہ اور بھی سنگین ہے اور اگر اجتہادی غلطی کی بناء پر ہو تو پھر اس کے متعلق توقف کرنا ہی مناسب ہے۔

خلاصۃ الکلام

قراءاتِ عشرۃ متواترہ ہی قرآن کریم ہے ان کا ثبوت صحیح اَحادیث اور اُمت کے اجماع سے ملتا ہے اور سلف اُمت اسے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر (رئیس المجلس العلمی، پاکستان و رئیس الجامعة السعيدية، خانیوال)

[۶]

الجواب بعون الوهاب:

قرآن کریم کی مختلف قراءتیں دراصل مختلف قبائل عرب کے مختلف لہجے ہیں جن کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنے کی اِجازت دی گئی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی رُو سے یہ بھی منزل من اللہ ہیں۔ جیسے فرمایا: ”أنزل القرآن علیٰ سبعة أحرف۔ وغیرها من الروایات“

عہدِ رسالت میں یہ اجازت آسانی کے لیے دی گئی تھی اور اس وقت سے ہی قراءتوں کا اختلاف چلا آ رہا ہے، کسی دور کے بھی اہل علم نے ان کے جواز سے انکار نہیں کیا۔ اس اعتبار سے یہ سب قراءتیں مسلمہ اور متواتر ہیں اور تواتر اور مسلمات اِسلامیہ کا انکار ایک مسلمان کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ اختلاف ایسا ہے کہ اس سے بالعموم معنی و مفہوم میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوتی بلکہ بعض دفعہ توضیح و تفہیم میں اس سے مدد ملتی ہے۔ اس کی تفصیل کتب تفاسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔

① بنابریں مدارس میں قراءتِ عشرہ کے پڑھنے پڑھانے کا جو سلسلہ ہے، وہ بالکل صحیح اور ایک علمی میراث ہے جس کی حفاظت ضروری ہے۔

② اسلاف امت میں سے کسی نے ان کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ متعدد مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان کو محفوظ کیا ہے۔

③ جو لوگ ان قراءتوں کا انکار کرتے ہیں، وہ ان منحرفین میں سے ہیں جو أضله الله علیٰ علم (القرآن) کا بھی مصداق ہیں اور ضلوا فأضلوا کا بھی۔ أعاذنا الله منها .

حافظ صلاح الدین یوسف (صاحب 'تفسیر اَحسن البیان')

(مدیر شعبہ تحقیق و تالیف، دار السلام، لاہور)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۷]

سوال: کیا قراءاتِ قرآن جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں، ان کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟ اس سلسلہ میں اسلاف اُمت کی آراء سے بھی آگاہ کریں نیز جو لوگ قرآن مجید کی قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، شرعی اعتبار سے ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ اُمت کو ایسے لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اپنی قیمتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کریں۔ (ادارہ محدث، لاہور)

جواب: اس پُرفتن دور میں جہاں آزادیٔ تحقیق کے نام سے صحیح اَحادیث کا انکار بلکہ استخفاف کیا جاتا ہے وہاں قراءات متواترہ کو بھی تختہ مشق بنایا جاتا ہے اور انہیں سینہ زوری کے ساتھ فتنہ عجم کی باقیات قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ ہمارے ہاں برصغیر میں قرآن مجید کی جو روایت پڑھی پڑھائی جاتی ہیں وہ قراءات کے مشہور امام عاصم رحمہ اللہ کی روایت حفص ہے، اس روایت کے مطابق مصاحف لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ یہ قراءت بھی قراءات عشرہ متواترہ کا حصہ ہے، اسے تسلیم کرنا اور باقی قراءات کا انکار کرنا علم و عقل سے عاری ہونے کی بدترین مثال ہے۔ شمالی افریقہ اور بعض دوسرے ممالک میں روایت ورش کے مطابق مصاحف لکھے اور پڑھے جاتے ہیں اور وہاں کی حکومتیں بھی سرکاری اہتمام کے ساتھ انہیں شائع کرتی ہیں۔ میری ذاتی لائبریری میں روایت ورش کا مصحف موجود ہے، حال ہی میں سعودی عرب کے مجمّع الملك فهد مدینہ طیبہ نے لاکھوں کی تعداد میں روایت ورش، روایت قالون اور روایت دوری کے مطابق مصاحف ان مسلم ممالک کے لیے طبع کئے ہیں، جن میں ان کے مطابق قراءت کی جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی زبان مختلف علاقوں اور قبیلوں میں استعمال ہو تو اس کے بعض الفاظ کے استعمال میں اتنا فرق آجاتا ہے کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے والوں کے لب و لہجہ اور ان کے ہاں مستعمل الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے، اس حقیقت کو گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، اوکاڑہ، خانیوال، ملتان، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کے اضلاع میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ نزول قرآن کے وقت عربی زبان قریش، ہذیل، تمیم، ربیعہ، ہوازن اور سعد بن ابی بکر جیسے بڑے بڑے قبیلوں میں بولی جاتی تھی، لیکن بعض قبائل عربی الفاظ اور ان کے مواد و استعمال کے سمجھنے سے قاصر رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان قبائل پر آسانی کرتے ہوئے قرآن کریم کو سات حروف میں نازل فرمایا ہے تاکہ قرآن کریم کے اوّلین مخاطبین تکلف کا شکار نہ ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''قرآن کریم سات حروف میں نازل کیا گیا ہے لہٰذا جو حرف تمہیں آسان معلوم ہو، اس کے مطابق تلاوت کرو۔''

[صحیح البخاري، فضائل قرآن:۴۹۹۲]

یہ حدیث محدثین کے ہاں 'سبعہ احرف' کے نام سے مشہور ہے اور ائمہ حدیث نے اسے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر کر کے 'حدیث متواترہ' کا درجہ دیا ہے چنانچہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مسند امام احمد، سنن بیہقی، مستدرک حاکم اور مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بائیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو بیان کرتے ہیں، جن میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، عبداللہ بن عباس، حذیفہ بن یمان، انس بن مالک، عبدالرحمٰن بن عوف، عبادہ بن صامت، ابوطلحہ انصاری، سمرۃ بن جندب، عمرو بن عاص، ہشام بن حکیم،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان بن حرد، ابوجہم انصاری، اور اُم ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم پیش پیش ہیں۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے شمار تابعین عظام رحمہم اللہ اور اَن گنت ائمہ حدیث نے متعدد اَسانید کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اس متواتر حدیث کے کسی طریق میں کوئی بھی ایسی صریح عبارت موجود نہیں جو سبعہ احرف کی مراد کو متعین کر دے جب کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے وقت کسی بات کی وضاحت کو مؤخر نہیں کرتے۔ دراصل سبعہ اَحرف کی وضاحت نہ ہونے کی صرف یہ وجہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سبعہ اَحرف کا مفہوم اس قدر واضح تھا کہ کسی صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ اس مفہوم کو سمجھنے کے لیے کسی کے محتاج تھے، اگر ان کے ذہن میں سبعہ احرف کے متعلق کوئی اشکال ہوتا تو وہ ضرور اسے حل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے، حالانکہ یہ حضرات قرآن کریم کے متعلق اس قدر حساس تھے کہ سبعہ احرف کے متعلق اگر کسی نے کسی دوسرے قاری سے مختلف انداز پر قراءات سنی تو فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرمایا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات میں ہے وہ خود اپنی سرگزشت بایں الفاظ بیان کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ متعدد الفاظ اس طرح تلاوت کررہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں سکھائے تھے چنانچہ میں حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو بحالت نماز میں روک لینے پر تیار ہوگیا، لیکن میں نے بمشکل خود کو اس اقدام سے باز رکھا، جونہی انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے انہیں ان کے کپڑوں سے کھینچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلا اس دوران میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ سورت اس انداز میں پڑھنے کی کس نے تعلیم دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز سے پڑھایا ہے، میں نے کہا مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت اس طریقہ سے نہیں پڑھائی جس انداز سے میں نے تجھے تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ چنانچہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے سورہ الفرقان ایسے طریقہ پر پڑھتے ہوئے سنا کہ جو آپ نے مجھے اس انداز سے نہیں پڑھائی، آپ نے فرمایا: ''ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو'' میں نے اسے چھوڑا تو آپ نے فرمایا: ہشام! تم پڑھو، تب ہشام رضی اللہ عنہ نے اس طرح تلاوت کی جس طرح میں نے اسے پڑھتے ہوئے سنا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی ہے، پھر آپ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اسی انداز سے اسے تلاوت کیا جیسا کہ آپ نے مجھے پڑھائی تھی، آپ نے فرمایا اس طرح بھی نازل کی گئی ہے، پھر فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے لہٰذا جو حروف تمہیں آسان معلوم ہوں، اس کے مطابق قرآن کو تلاوت کرو۔''

[صحيح البخاري، فضائل قرآن: ۵۰۴۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قراءات کی تمام وجوہ منزل من اللہ ہیں اور ان وجوہ کا اختلاف، تناقض، تضاد کا نہیں بلکہ یہ تنوع اور زیادتی معنی کی قسم سے ہے، اس تنوع کے بے شمار فوائد ہیں جو فن توجیہہ القراءات میں بیان ہوئے ہیں اور اس فن میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد اس کی تعین میں بہت اختلاف پیدا ہوا، علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں علماء اُمت کے چالیس اَقوال کا ذکر کیا ہے، بعض لوگوں نے اس سے سات لغات مراد لی ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ دونوں قریشی تھے، ان دونوں کی لغت ایک تھی، اس کے باوجود ان کا اختلاف ہوا، یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی آدمی کو قرآن مجید ایسی لغت میں سکھائیں جو اس کی لغت نہ ہو،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال سبعہ احرف کی مراد میں اختلاف کے باوجود دو باتوں پر اتفاق ہے۔

- قرآن مجید کو سبعہ حروف سے پڑھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کو سات طریقوں سے پڑھنا جائز ہے، کیونکہ چند ایک کلمات کے علاوہ بیشتر کلمات اس اصول کے تحت نہیں آتے۔
- سبعہ حروف سے مراد ان سات ائمہ کی قراءت ہرگز نہیں جو اس سلسلہ میں مشہور ہوئے ہیں بلکہ روایت کے اعتبار سے ان حضرات کی طرف قراءات کی نسبت کر دی گئی ہے چنانچہ یہ نسبت اختیار ہے نسبت ایجاد نہیں۔

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کو بہت مشکل خیال کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے تیس سال سے زیادہ عرصہ اس پر غور و فکر کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قراءات کا اختلاف سات وجوہ سے باہر نہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① معنی اور صورت خطی میں تبدیلی کے بغیر صرف حرکات میں اختلاف ہوگا جیسا کہ کلمہ 'بخل' کو چار اور کلمہ 'یحسب' کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔

② صورت خطی میں اختلاف کے بجائے صرف معنی میں اختلاف ہوگا جیسا کہ ﴿فَتَلَقّٰی اٰدَمَ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٌ﴾ کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے: ❶ آدم کی رفعی اور کلمات نصبی حالت، ❷ آدم کی نصبی اور کلمات کی رفعی حالت۔

③ صورت خطی کے بجائے حروف میں تبدیلی ہوگی جس سے معنی میں بدل جائے جیسا کہ تبلوا کو تتلوا پڑھا گیا ہے۔

④ صورت خطی کے بجائے حروف میں تبدیلی ہوگی، لیکن اس سے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی جیسا کہ بصطة کو بسطة اور الصراط کو السراط پڑھا گیا ہے۔

⑤ صورت خطی اور حروف دونوں میں تبدیلی ہوگی جس سے معنی میں تبدیلی ہوگی جیسا کہ أشد منكم کو أشد منهم پڑھا گیا ہے۔

⑥ تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہوگا جیسا کہ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ میں ہے، اس میں پہلا فعل معروف اور دوسرا مجہول ہے، اسے یوں بھی پڑھا گیا ہے۔ فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ

⑦ حروف کی کمی و بیشی میں اختلاف ہوگا جیسا کہ وأوصیٰ کو ووصّی پڑھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اظہار و ادغام، روم و اشمام، تفخیم و ترقیق، مد و قصر، امالہ و فتح، تخفیف و تسہیل اور ابدال و نقل وغیرہ جسے فن قراءات میں اصول کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ایسا اختلاف نہیں جس سے معنی یا لفظ میں تبدیلی آتی ہو۔

[النشر: ۲۶/۱]

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ دور کیا، اس موقع پر بہت سی قراءات منسوخ کر دی گئیں اور چند قراءات باقی رکھی گئیں جو اب تک متواتر چلی آرہی ہیں ان قراءت کے مستند ہونے کے لیے درج ذیل قاعدہ ہے:

① وہ قراءت قواعد عربیہ کے مطابق ہو اگرچہ یہ موافقت کسی بھی طریقہ سے ہو۔

② وہ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے مطابق ہو خواہ یہ مطابقت احتمالاً ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

③ وہ قراءت صحیح متواتر سند سے ثابت ہو۔

اس اُصول کے مطابق جو بھی قراءت ہوگی وہ قراءتِ صحیحہ اوران حروف سبعہ میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا، مسلمانوں کو اس کا قبول کرنا واجب ہے اور تینوں شرائط میں سے کسی شرط میں خلل آجائے تو وہ قراءتِ شاذہ، ضعیف یا باطل ہوگی۔ [النشر: ۹/۱]

واضح رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جب سرکاری طور پر قرآن مجید کے نسخے تیار کرائے تو ان کے لیے ایسا رسم الخط تجویز کیا گیا کہ تمام متواتر قراءت اس رسم الخط میں سما گئیں اور جو قراءات رسم الخط میں نہ آسکتی تھی انہیں محفوظ رکھنے کی یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک نسخہ ایک قراءت کے مطابق اور دوسرا نسخہ دوسری قراءت کے مطابق تحریر کیا۔ اس طرح سات نسخے تیار کئے گئے جو مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، یمن، بحرین، بصرہ اور شام بھیجے گئے اور ایک نسخہ اپنے لیے مخصوص کیا جسے المصحف الإمام کہا جاتا ہے۔ ان نسخوں کے ساتھ قراء حضرات بھی روانہ کئے تا کہ صحیح طریقہ سے لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں، تدوین قرآن کے وقت عربی کتابت نقاط و حرکات سے خالی ہوتی تھی، اس لیے ایک ہی نقش میں مختلف قراءات کے سما جانے کی گنجائش تھی جیسا کہ فـسـوا کو فتبینوا اور فتثبتوا دو طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ بات کہ تمام قراءات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ مصاحف میں سما جاتی ہیں ہم اس کی مزید وضاحت ایک مثال سے کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ کی ایک آیت "مالك يوم الدين" ہے۔ اس آیت میں لفظ مالك کو ملك اور مالك دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور یہ دونوں قراءت متواتر ہیں، روایت حفص میں اسے مالك میم پر کھڑا زبر اور روایت ورش میں اسے ملك میم پر زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، عربی زبان میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی مفہوم کے لیے استعمال ہوئے ہیں یعنی روز جزاء کا مالک یا روز جزاء کا بادشاہ، جو کسی علاقہ کا بادشاہ ہوتا ہے وہ اس کا مالک ہی ہوتا ہے، لیکن جس مقام میں اختلاف قراءات کے متعلق متواتر سند نہ ہو وہاں رسم الخط میں گنجائش کے باوجود دوسری قراءت پڑھنا حرام اور ناجائز ہے مثلاً سورۃ الناس کی دوسری آیت رسم عثمانی کے مطابق اس طرح ہے۔ ﴿ملك الناس﴾

اس مقام پر تمام قراء ملك الناس ہی پڑھتے ہیں اسے کوئی بھی مالك الناس کھڑے زبر کے ساتھ نہیں پڑھتا کیونکہ یہاں اختلاف قراءت منقول نہیں ہے، اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۶ میں ہے: "مَالِكُ الْمُلْكِ"

اسے کھڑے زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اسے کوئی بھی "مَلِكُ الْمُلْكِ" میم کی زبر کے ساتھ نہیں پڑھتا، کیونکہ یہاں بھی اختلاف قراءات منقول نہیں ہے، دراصل قراءت متواترہ کا اختلاف، قرآن کریم میں کوئی ایسا ردوبدل نہیں کرتا، جس سے اس کے مفہوم یا معنی میں کوئی تبدیلی آجائے یا حلال چیز حرام ہوجائے بلکہ اختلاف قراءت کے باوجود قرآن، قرآن ہی رہتا ہے اور اس کے نفس مضمون میں کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، بہرحال قراءات متواترہ جنہیں اَحادیث میں احرف سبعہ سے تعبیر کیا گیا وہ آج بھی موجود ہیں اور مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور ان کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے چونکہ ہمارے ہاں برصغیر میں روایت حفص پر مشتمل مصاحف ہی دستیاب ہیں اور انہیں قرآن کے مترادف خیال کیا جاتا ہے اور اس بنیاد پر دوسری متواتر قراءات کا انکار کردیا جاتا ہے جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے، مغرب، الجزائر، اندلس اور شمالی افریقہ میں قراءت نافع بروایت ورش عام ہے اور وہاں اس کے مطابق مصاحف شائع ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم الحروف نے مدینہ طیبہ میں دورانِ تعلیم قراءت امام کسائی رحمہ اللہ پر مشتمل مصحف بھی دیکھا تھا، روایت قالون اور روایت ورش کے مطابق مصاحف تو حرمین شریفین میں عام دستیاب ہیں، بہر حال متواترہ قراءات وحی کا حصہ ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انکار قرآن کا انکار کرنا ہے، چنانچہ امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ سات قراءات، جن پر امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ میں انحصار کیا ہے اور وہ تین قراءات جو ابوجعفر، یعقوب اور امام خلف علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں، یہ سب کی سب متواترہ ہیں اور ضروری طور پر دین کا حصہ ہیں حتیٰ کہ ہر وہ قراءت جو قراء عشرہ میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی ضروری طور پر دین کا حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہیں، اس نقطۂ نظر سے کوئی جاہل ہی انحراف کرسکتا ہے، ان قراءات و روایات کا تواتر صرف ماہرین علم قراءت کی حد تک ہی معلوم نہیں بلکہ ہر اس مسلمان کے نزدیک قراءات عشرہ متواترہ ہیں جو أشهد أن لا اله الا الله وأن محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتا ہے، اگرچہ وہ ایک ایسا عامی آدمی ہو جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی حفظ نہ کیا ہو، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے متعلق اللہ کی اطاعت گزاری کرے اور جو کچھ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس کے متعلق یقین رکھے کہ وہ متواتر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ ان میں کسی قسم کے شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوسکتے۔'' [اتحاف فضلاء البشر]

امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءاتِ عشرہ اور ان کی حجیت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے نیز یہ قراءات سنت متبعہ ہیں اور ان میں رائے اور اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔'' [البرهان فی علوم القرآن: ۳۲۱/۱]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قراءات عشرہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

''اہل علم میں سے کسی نے بھی قراءات عشرہ کا انکار نہیں کیا ہے۔'' [مجموع الفتاویٰ: ۳۹۳/۱۳]

نیز فرماتے ہیں کہ: ''خط مصحف میں مختلف قراءات کا احتمال شارع کی طرف سے ہے کیونکہ ان کا مرجع سنت و اتباع ہے، اجتہاد و روائے نہیں۔'' [مجموع الفتاویٰ: ۴۰۲/۱۳]

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس دور میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ائمہ قراءات سے جو قراءات منقول ہیں وہ قابل اعتماد ہیں، کیونکہ ان ائمہ کرام نے علم قراءات کے متعلق متعدد کتب تالیف کی ہیں، اس طرح اللہ کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ بھی پورا ہو گیا جیسا کہ قاضی ابوبکر بن طیب اور امام طبری رحمہما اللہ جیسے محققین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے۔'' [تفسیر قرطبی: ۴۶/۱]

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءات سبعہ پر متعدد ادوار گزر چکے ہیں اور یہ نمازوں میں پڑھی جارہی ہیں کیونکہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔'' [المحرر الوجیز: ۴۹/۱]

مذکورہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ قراءات سبعہ اور عشرہ یا قرآن مجید کو پڑھنے کے مختلف لہجات متواتر احادیث سے ثابت ہیں اور ان پر امت کا اجماع ہو چکا ہے، کسی شخص کے لیے ان کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ وابعد المستعان

اب ہم سوال کے آخری حصہ کے متعلق اپنی گذارشات پیش کرتے ہیں کہ قراءات متواترہ کے انکار کرنے والے کے متعلق علمائے امت کی کیا رائے ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیں کیا برتاؤ کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے قراءاتِ متواترہ کا انکار کفر ہے، کیونکہ قراءات متواترہ کا انکار قرآن کے انکار کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترادف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم سبعہ احرف پر نازل کیا گیا، قرآن کریم کے متعلق جھگڑنا، اختلاف وجدال کا شکار ہونا کفر ہے۔ [مسند أحمد:۲/۳۰۰]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جس حرف کے مطابق قرآن کی تلاوت کرو گے درست قراءت کرو گے، اس کے متعلق جھگڑا نہ کیا کرو، کیونکہ قرآن کریم میں جھگڑنا، اختلاف کرنا کفر ہے۔'' [مسند أحمد:۴/۲۰۴]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کے ایک حرف کا انکار کیا اس نے پورے قرآن کا انکار کردیا۔ [تفسیر الطبری:۱/۵۴]

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے کیسی عمدہ بات لکھی ہے، فرماتے ہیں:

تمام اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو کچھ بھی قرآن مجید میں ہے وہ مبنی برحقیقت اور برحق ہے اور جو شخص دیدہ دانستہ منقول، محفوظ قراءت مرویہ کے علاوہ کوئی حرف زیادہ کرتا ہے یا کسی حرف کو کم کرتا ہے یا کسی متفق علیہ حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف لاتا ہے تو وہ کافر ہے۔'' [مراتب الاجماع:ص۱۷۴]

جب قرآن کریم کے کسی حرف کے متعلق جھگڑا، اختلاف کرنا کفر ہے تو اس سے انکار کرنا تو بالاولی کفر ہوگا، لیکن ہم اسے ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں: ہمارے رجحان کے مطابق اس انکار کی تین وجوہات ممکن ہیں:

① جہالت کی وجہ سے انکار کرنا

② کسی تاویل کی بنیاد پر انکار کرنا

③ تکبر وعناد کی بناء پر انکار کرنا

اگر کوئی شخص جہالت ولاعلمی کی وجہ سے قراءت متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اسے کافر قرار دینے کے بجائے اس کی جہالت دور کی جائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دورانِ سفر اپنے باپ کی قسم اٹھائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاعلمی اور جہالت کے پیش نظر انہیں کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی اسے تجدید ایمان کے لیے کہا بلکہ ان کی جہالت دور کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

[صحیح البخاري، الادب:۶۱۰۸]

لیکن اس جہالت کی کچھ حدود وقیود ہیں مطلق جہل کو کفر سے مانع نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اس سے مراد وہ جہالت ہے جسے کسی وجہ سے انسان دور نہ کرسکتا ہو خواہ وہ خود مجبور ولاچار ہو یا مصادر علم تک اس کی رسائی ناممکن ہو، لیکن اگر کسی انسان میں جہالت کو دور کرنے کی ہمت ہے اور اسے اس قدر ذرائع و وسائل میسر ہیں کہ وہ اپنی جہالت دور کرسکتا ہے، اس کے باوجود وہ کوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسے انسان کی جہالت کو کفر سے مانع قرار نہیں دیا جاسکے گا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیا کرتے جب تک اپنا رسول نہ بھیج لیں'' [الاسراء:۱۵]

اس آیت کے تحت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بندوں پر اتمام حجت کے لیے دو چیزوں کو لانا ضروری ہے۔

① اس کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات کو حاصل کرنے کی ہمت رکھتا ہو۔

② ان پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ [مجموع فتاویٰ:۱۲/۴۷۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ جہالت و لاعلمی کو اتمام حجت کے سلسلہ میں ایک رکاوٹ شمار کیا گیا ہے، اس لیے ہمیں چاہئے کہ اگر کوئی جہالت کی وجہ سے قراءات متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اس کی جہالت دور کی جائے۔

اگر قراءاتِ متواترہ کا انکار کسی معقول تاویل کی بنا پر کرتا ہے تو اسے بھی معذور تصور کیا جائے گا، لیکن تاویل کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ میں عربی قاعدہ کے مطابق اس تاویل کی کوئی گنجائش ہو اور علمی طور پر اس کی توجیہہ ممکن ہو۔ اگر کسی کو اس تاویل سے اتفاق نہ ہو تو اسے کافر کہنے کی بجائے تاویل کنندہ کی تاویل کا بوداپن واضح کر دیا جائے، لیکن ہر تاویل، تکفیر کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی، اگر تاویل کی بنیاد محض عقل و قیاس اور خواہشات نفس ہیں تو اس قسم کی تاویل کرنے والا معذور نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے سوال کیا تھا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو تاویل کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔[الأعراف:۱۲]

اس طرح باطنی حضرات کی تاویلات ہیں جن کی بنیاد پر انہوں نے شرعی واجبات سے راہ فرار اختیار کیا ہے۔

بہر حال اگر کسی نے متواتر قراءات کا انکار معقول تاویل کی وجہ سے کیا ہے تو اسے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص تکبر و عناد اور بدنیتی کی بناء پر قراءت متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے ایسا انسان بالاجماع گمراہ اور اہل ایمان کے راستہ سے ہٹا ہوا ہے۔

آخر میں ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ قرآن مجید کے آداب بجا لانے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ (آمین)

ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد

(مدیر مرکز الدراسات الاسلامیۃ، میاں چنوں)

[۸]

قرآن مجید کی سات قراءاتیں اور قراءاتِ عشرہ

متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ قرآن مجید سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے مطولات (بڑی کتابوں) کی طرف رجوع فرمائیں مثلاً دیکھئے بدر الدین الزرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کی البرهان في علوم القرآن وغیرہ۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جسے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریقے سے سنا تھا تو میں اسے پکڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ» ''تم دونوں نے اچھا کیا ہے یعنی تم دونوں صحیح ہو۔''

[صحیح البخاری: ۲۴۱۰، ۳۴۷۶، ۵۰۶۲]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند أحمد [۱/۴۵۶ ح ۴۳۶۴، ۱/۳۹۳ ح ۳۷۲۴، مسند الشاشي [۷۷۰، ۷۷۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السنن الکبریٰ للنسائی(۳۳/۵ ح۸۰۹۵) مسند الطیالسی (۳۸۷) مصنف ابن أبی شیبة (۵۲۹/۱۰)مسند أبی یعلی (۵۲۶۲، ۵۳۴۱)شرح السنة للبغوي(۱۲۲۹،وقال: هٰذا حدیث صحیح)

اس حدیث کے بہت سے شواہد اور مؤید روایات بھی ہیں مثلاً:

① حدیث عمر رضی اللہ عنہ: [المؤطا للإمام مالك: ۲۰۱/۱ ح ۴۷۴، صحیح بخاری: ۲۴۱۹، صحیح مسلم: ۱۸۱۸]

② حدیث اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ: [صحیح مسلم: ۸۲۰، مسند أحمد: ۱۲۷/۵]

③ حدیث ابی جہیم الانصاری: رضی اللہ عنہ [مسند أحمد: ۱۶۹/۴، ۱۷۰ ح ۱۷۵۴۲ وسنده صحیح)

④ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ: [صحیح بخاری: ۳۲۱۹، ۴۹۹۱، صحیح مسلم: ۸۱۹] وغیرہ

ہمارے پاس قالون رحمہ اللہ اور ورش رحمہ اللہ کی روایت والے قرآن مجید موجود ہیں جن میں مالك یوم الدین کے بجائے ملك یوم الدین لکھا ہوا ہے۔ یہی اختلاف قراءت ہے۔

اس صحیح و متواتر روایت کو قرآن مجید کے خلاف پیش کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو فتنۂ انکار حدیث اور الحاد و بے دینی میں سرگرم ہیں۔

قرآن مجید سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے اور یہ قراءتیں متواتر ہیں۔ تواتر کے لیے دیکھئے: نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص: ۱۸۶ ح ۱۹۷) قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة (ح ۶۰) اور فضائل القرآن للامام أبی عبید (ص ۲۰۳ ح ۱۱-۵۲ باب لغات القرآن) اس حدیث کو درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: [صحیح البخاري: ۳۲۱۹، ۴۹۹۱، صحیح مسلم: ۸۱۹، مسند أحمد: ۲۶۳/۱ ح ۲۳۷۵، ۲۹۹/۱ ح ۲۷۱۷، شرح مشکل الآثار للطحاوی نسخہ قدیمہ ۱۹۰/۴، نسخه جدید محققه ۱۲۴/۸ ح ۳۱۱۶، شرح السنة للبغوی: ۵۰۱/۴ ح ۱۲۲۵، وقال: هذا حدیث متفق علی صحته]

② سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۳۹۱/۵ ح ۲۳۳۲۶ وسنده حسن]

③ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ: [صحیح مسلم: ۸۲۰، مسند أحمد بسند آخر ۱۳۲/۵ ح ۲۱۲۰۴ و سنده حسن]

④ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: [المؤطا للإمام مالك مع التمهید ۲۷۲/۸، صحیح البخاري: ۲۴۱۹، صحیح مسلم: ۸۱۸، مسند الشافعی ص ۲۳۷، الرسالة: ۷۵۲، مسند الإمام أحمد: ۴۰/۱ ح ۲۷۷]

⑤ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۳۳۲/۲ ح ۸۳۹۰ وسنده حسن وللحدیث شواهد وهو بها صحیح]

⑥ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: [فضائل القرآن للامام أبی عبید القاسم بن سلام ص ۲۰۲ ح ۹-۵۲ وسنده حسن، مسند الإمام أحمد ۲۰۴/۴ ح ۱۷۸۱۹]

⑦ سیدہ اُم ایوب رضی اللہ عنہا: [مسند الحمیدی بتحقیقی: ۳۴۱ وسنده حسن، مسند أحمد: ۴۳۳/۶، ۴۶۳، مصنف ابن أبی شیبة: ۵۱۵/۱۰، ۵۱۶، مشکل الآثار للطحاوی نسخہ قدیمہ: ۱۸۳/۴، نسخہ جدیدہ: ۱۱۲/۸ ح ۳۱۰۰]

⑧ سیدنا ابوجہیم رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۱۶۹/۴، ۱۷۰ وسنده صحیح]

⑨ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۴۴۵/۱ ح ۴۲۵۲ و سنده صحیح، عثمان بن حسان هو القاسم بن حسان وفلفلة الجعفی وثقها ابن حبان والعجلی وغیرهما ثقتان والحمد لله، مشکل الآثار للطحاوی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نسخہ جدیدہ: ۱۰۸/۸ ح ۳۰۹۴]

⑩ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۲۹۱/۵، مشکل الآثار للطحاوی نسخہ جدیدہ: ۱۱۰/۸ ح ۳۰۹۷ من حدیث حمید الطویل عن أنس عن عبادہ بہ]

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی سات قراءتیں متواتر اور قطعی ہیں، جن کا انکار کسی کے لیے جائز نہیں ہے بلکہ صحیح اسانید سے ثابت شدہ قراءاتِ عشرہ کا انکار بھی حرام ہے۔

فنِ قراءات کے ایک عظیم امام ابوالخیر محمد بن محمد المعروف بابن الجزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے فرمایا:

كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالا وصح سندها فهى القراءة الصحيحة التي لا يجوز ردّها ولا يحلّ إنكارها بل هى من الأحرف السبعة التى نزل بها القرآن ووجب على الناس قبولها، سواء كانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين...... [النشر فى القراءات العشر: ۹/۱]

''ہر قراءت جو عربی زبان کے موافق ہو اگرچہ کسی ایک لحاظ سے اور مصاحفِ عثمانیہ میں سے کسی ایک کے اگرچہ بطورِ احتمال موافق ہو تو یہ صحیح قراءت ہے جس کا ردّ جائز نہیں اور نہ انکار حلال ہے بلکہ یہ ان حروفِ سبعہ میں سے ہے جن کے ساتھ قرآن نازل ہوا اور تمام لوگوں پر انہیں قبول کرنا واجب (فرض) ہے، چاہے قراءِ سبعہ سے ثابت ہو یا قراءاتِ عشرہ سے یا دوسرے قابلِ اعتماد اماموں سے......''

اس مختصر تمہید کے بعد تینوں سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

① قراءاتِ عشرہ کا ثبوت صحیح اور متواتر روایات سے ہے بلکہ قراءتِ حفص کے علاوہ دوسری قراءتوں والے مصاحف بھی دنیا میں شائع شدہ حالت میں تواتر سے موجود ہیں۔ سات حرفوں (قراءتوں) سے مراد بعض الفاظ کی قراءات کا اختلاف ہے جس کی وضاحت کے لیے تین مثالیں درج ذیل ہیں:

مثالِ اوّل: قاری عاصم بن ابی النجود الکوفی رحمہ اللہ وغیرہ نے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا، جب کہ قاری نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم الدین رحمہ اللہ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا۔ پہلی قراءت برصغیر وغیرہ میں متواتر ہے اور دوسری قراءت افریقہ وغیرہ میں متواتر ہے۔ دیکھئے قرآن مجید (روایت ورش ص۲، روایت قالون ص۲، سورۃ الفاتحہ: ۴)

مثالِ دوم: قاری حفص بن سلیمان الاسدی رحمہ اللہ نے (عن عاصم بن أبي النّجود) ﴿فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا﴾ پڑھا۔ [دیکھئے سورۃ الفرقان: ۱۹]

جبکہ قاری نافع المدنی رحمہ اللہ نے ﴿فَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا﴾ قرآن مجید (روایت قالون ص۳۰۹، روایت ورش ص۲۹)

مثالِ سوم: قاری عاصم رحمہ اللہ، قاری قالون رحمہ اللہ اور دیگر قاریوں نے ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا جب کہ قاری ورش رحمہ اللہ کی قراءت میں ﴿قُلَ اعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (نقلِ حرکت) کے ساتھ ہے۔

دیکھئے قرآن مجید [قراءت ورش ص۶۱۲ مطبوعۃ الجزائر، دوسرا نسخہ، مطبوعہ مصر]

فائدہ: ① قراءات اصل میں روایات ہیں جو قاریوں نے اپنے اساتذہ سے سنی تھیں، انہیں سنت متّبعہ بھی کہا جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قراءاتِ سبعہ اور قراءاتِ عشرہ کا تعلق رائے اور ابتداع سے نہیں بلکہ سنت واتباع یعنی روایات سے ہے۔

دیکھئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ [۴۰۲/۳]

2 تمام اسلافِ اُمت انہیں قبول کرنے اور انکار نہ کرنے پر متفق ہیں۔

3 جو لوگ قرآن مجید کی قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، اگر جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں تو انہیں سمجھانا چاہئے اور اگر وہ سمجھانے کے باوجود بھی اپنی ضد پر ڈٹے رہیں تو قرآن کا انکار کرنے والے، سخت گمراہ اور منکر حدیث ہیں جن کے شر سے عام مسلمانوں کو حسب استطاعت متنبہ کرنا ضروری ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(مدیر ماہنامہ ’الحدیث‘)

[۹]

لجواب بعون الوھاب

بعثتِ نبوی ﷺ کے ساتھ ہی اللہ نے آپ ﷺ کو ایک مژدہ سناتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ [المزمل:۴] ’’یقیناً ہم آپ پر قولِ ثقیل نازل فرمائیں گے۔‘‘

اس آیت میں قولِ ثقیل سے مراد قرآن مجید ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کی آسانی کے لیے اللہ تعالیٰ سے قراءات قرآن کے بارہ میں آسانی کی دعا کی۔ جو قبول کی گئی۔ جیسا کہ حدیث ابی رضی اللہ عنہ میں ہے:

”إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأي حرف قرؤا عليه فقد أصابوا“

[صحیح مسلم، سنن أبوداؤد]

’’اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ اپنی امت کو سات حروف پر قرآن پڑھایئے۔ (وہ ان حروف منزلہ میں سے) جس کے مطابق پڑھیں گے درستگی کو پالیں گے۔‘‘

اسی طرح حدیث عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو نماز میں سورۃ الفرقان کی تلاوت کئی حروف پر کرتے ہوئے سنا تو میرا جی چاہا کہ میں نماز میں ہی انہیں کھینچ لوں، لیکن میں نے ان کی نماز ختم ہونے تک صبر کیا۔ وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کی گردن میں انہی کی چادر ڈالتے ہوئے کھینچا اور پوچھا۔ تو نے ایسا کس سے پڑھا ہے؟ تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ میں نے کہا تم غلطی پر ہو مجھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا نہیں پڑھایا۔ بالآخر میں انہیں آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ یئے اور پھر ان سے کہا۔ کہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ پڑھیے۔ انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كذلك أنزلت اسی طرح نازل ہوا ہے۔ پھر مجھے پڑھنے کا حکم دیا، میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: كذلك أنزلت [متفق علیه]

ان روایات سے ثابت ہوا کہ قراءات آسانی امت کے لیے نازل کی گئی نیز قراءت صرف ایک معنی میں مستعمل ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قراءات منزل من اللہ نہیں ہیں صحیح نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نازل کی گئیں ہیں اگر نازل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدہ نہ تھیں تو آپؐ نے یہ کیوں اِرشاد فرمایا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید میں اضافہ، یا کوئی تبدیلی یا زیادتی آپ کے بس کی بات نہ تھی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا...... الخ﴾

''جولوگ ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے تھے انہوں نے کہا (اے محمد ﷺ) تو اس قرآن کی جگہ کوئی اور قرآن لے آیا اس میں کوئی تبدیلی کردے۔ (ہم تیری مان لیں گے) اے نبیؐ آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرے بس میں نہیں کہ اپنی مرضی سے قرآن میں تبدیلی کروں۔ میں تو صرف وحی کا تابع ہوں......الخ''

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۞ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۞ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ [الحاقة:۴۴۔۴۶]

''اگر نبیؐ ہماری طرف کوئی بات گھڑ کر منسوب کرتا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔''

قراءات کے منزل ہونے کی زبردست دلیل ہے:

مذکورہ بالا اَحادیث اور قرآنی آیات:

سوال: قراءات کے بارہ میں اسلاف امت کی رائے:

جواب: اسلاف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قراءات منزل من اللہ ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اَخذ کیں ہیں اور بعد والوں تک پہنچائیں۔ ذیل میں ہم اسلاف کے چند اَقوال حجیت قراءات اور آراء نقل کرتے ہیں:

① امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ [متوفی ۳۱۰ھ] کا موقف:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس جو بھی صحیح سند کے ساتھ قراءات آئی ہیں وہ انہی حروف سبعہ میں سے ہیں۔ جن کی اللہ نے اپنے رسول مکرم کو پڑھنے پڑھانے کی اجازت دی تھی۔

ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ مصاحف عثمانیہ کے رسم کے مطابق قراءات پڑھنے والے کو غلط کہیں۔

[الإبانة، ص۵۳]

② امام ابن مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو قراءات مدینہ، مکہ، بصرہ، شام، کوفہ میں پڑھی جارہی ہیں۔ انہوں نے اپنے اسلاف سے ان کو حاصل کیا ہے۔ ان شہروں میں ہر ایک آدمی ایسا تھا جس نے تابعین سے قراءات نقل کی تھیں۔ عام اور خاص نے انہی کی قراءت کو اپنایا۔ [کتاب السبعة، ص۴۹]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولم ينكر أحد من العلماء قراء ات العشره ولكن من لم يكن عالماً بها أو لم تثبت عنده"

[دقائق التفسير، ص۷۰] ''قراءات عشرہ کا انکار کسی عالم سے ثابت نہیں۔ ہاں جو (قراءات) کے عالم نہ تھے، یا ان کے ہاں وہ قراءت (بطریق صحت) ثابت شدہ نہ تھی۔ انہوں نے انکار کیا۔''

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كل قراء ة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحد المصاحف العثمانيه ولو احتمالا وصح سند ها فهى القراء ة الصحيحة لا يجوز ردّها ولا يصح إنكارها" [النشر: ۹/۱]

''ہر وہ قراءت جو کسی نحوی وجہ کے موافق ہو اور مصاحف عثمانیہ کا رسم اس کا ظاہری یا تقدیری طور پر متحمل ہو اور اس کی سند صحیح ہو تو وہ قراءۃ صحیحہ ہے۔ جس کا ردّ یا انکار نا جائز اور غلط ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مذکورہ بالا اَقوال سلف حجیت قراءات پر دلالت کرتے ہیں۔

منکرِ قراءات کا حکم

قرآن مجید اپنے تنوع وتغیر کے سمیت منزل من اللہ ہے۔ ہر قراءت دوسرے قراءت کے لیے آیت کی جگہ پر ہے اور وہ شخص جو قرآن مجید کی کسی ایک کا انکار کرتا ہے وہ باجماع المسلمین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قراءات قرآنیہ کا انکار کرنے والا اگر قراءات صحیحہ متواترہ، غیر منسوخہ کا انکار کرتا ہے۔ پھر دلائل سے اس پر بات واضح کردی جائے، لیکن وہ پھر بھی اپنی بات پر مصر رہے تو وہ کافر ہے، کیونکہ قرآن مجید کے کسی ایک حصہ کے انکار سے پورے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے:

''إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كلّه'' [طبری:۱/۵۴]

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس بات پر اُمت اسلامیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص اپنی مرضی کے ساتھ قرآن مجید میں کوئی حرف یا حرکت زیادہ کرتا ہے اور پھر اس عمل پر مصر رہتا ہے، اسے کافر قرار دیا جائے گا۔'' [منجد المقرئین، ص ۹۷]

قاضی عیاض اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مصاحف کے دفتین میں جو کچھ ہے وہ منزل من اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص مصاحف عثمانیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کوئی مترادف لفظ استعمال کرتا ہے یا کوئی کمی اور زیادتی کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔'' [الشفآء، ص ۲۶۴]

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ منکر قراءات کافر ہے۔

اگر صرف روایت حفص کو قرآن مانا جائے اور دیگر کا انکار کیا جائے تو دنیا میں ایسے ممالک ہیں جہاں روایت حفص کو نہیں پڑھا پڑھایا جاتا۔ بلکہ دیگر روایات مثلاً افریقی ممالک میں ورش، تیونس میں قالون، سوڈان میں دوری ابی عمرو کی روایات پڑھی جاتی ہیں۔ (بلکہ اب تو پوری دنیا میں قراءات عشرہ پڑھی پڑھائی جاتی ہیں) کیا منکر قراءت مذکورہ ممالک کے لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے کہ انہوں نے غیر قرآن کو قبول کر رکھا ہے۔ اگر ان ممالک پر کفر کا فتویٰ یا طعن و تشنیع نہیں تو پھر یہاں پر ہی قراءات کا انکار اور ان کی حجیت سے کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ ان کی عبادات میں تلاوت قرآن کا کیا حکم ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے عہد مبارک میں قراءاتِ مختلفہ کی قراءت نماز میں کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے نہ صرف منزل ہونے کی تصدیق فرمائی بلکہ تحسین بھی فرمایا) لہٰذا ایسی بات کرنے والا شخص یا عقیدہ رکھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ واللہ اعلم

قاری محمد ادریس العاصم

(مدیر المدرسۃ العالیۃ، جامع مسجد لسوڑیوالی، لاہور)

[۱۰]

الحمد لله الذی أنزل علی عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خالق کائنات اعلم اُمور کائنات ہیں۔ان کا کلام افضل کلام کائنات ہے۔اور رسول اللہ ﷺ افضل اور اخیار کائنات ہیں جیسے اللہ کے کلام میں شک کرنا کفر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے کلام میں شک وانکار بھی کفر ہے۔ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ﴾ اسی طرح اگر غیر کلام نبی کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی جائے تو یہ بھی کفر اور دخولِ جہنم کا سبب ہے۔ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار پورے دین کا انکار ہے۔قراءاتِ سبعہ جو تواتر سے ثابت ہیں سب کی قرآنیت پر یقین وایمان ضروری ہے۔ کیونکہ وہ تمام قراءات منزل من اللہ ہیں: ﴿فَإِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ اس کی دلیل ہے۔قراءات کی صحت کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

1. روایتی لحاظ سے وہ متواتر ہو۔
2. عثمانی رسم الخط کے خلاف نہ ہو۔
3. عربیت میں صرفی ونحوی قواعد کے مطابق ہو اور ان قواعد پر اس کا انطباق ہو۔صحیح بخاری ، صحیح مسلم، سنن ابوداود، ترمذی اور نسائی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی حدیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہے،اس کی مثال ہے۔

[صحيح البخاري حديث ۴۹۹۲، ۲۴۱۹، ۵۰۴۱، ۶۹۳۶، ۷۵۵۰]

قال رسول اللهﷺ إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرأو ما تيسرمنه[صحيح البخاري:۴۹۹۱] احرف سے مراد قراءات ہیں جن کا حدیثِ مذکور کے سیاق وسباق سے پتہ چل رہا ہے۔اس طرح حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ جبریل امین سے اصرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سات قراءتوں کی اجازت لی۔ یہ حدیث اس موضوع پر واضح دلیل ہے کہ سات قراءتیں منزل من اللہ اور حجت ہیں۔ هذا ما عندي والله تعالىٰ أعلم و علمه أتم

قاری محمد عزیر

(مدير الجامعة العلوم الإسلامية، گلشن راوی، لاہور)

[۱۱]

الحمدللہ وحده والصلوٰة والسّلام على من لانبى بعده

① **جواب:** مروّجہ قراءت سبعہ یا عشرہ جو کہ مدارس اور جامعات میں رائج اور پڑھی جاتی ہے اس کا ثبوت قرآن وسنت میں مختلف مواقع میں مذکور وموجود ہے۔اس کے متعلق ابن الجزری رحمہ اللہ نے کتاب النشر: ۳۱/۱، میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ

أما كون المصاحف العثمانية مشتمل على جميع الأحرف السبعة فإن هذه مسئلة كبيرة اختلف العلماء فيها فذهب جماعات من الفقهاء والقراء والمتكلمين إلى أن المصاحف العثمانية مشتملة على جميع الأحرف السبعة وبنوا ذلك على أنه لا يجوز على الأمّة أن تهمل نقل شيء من الحروف السبعة التى نزل القرآن بها وقد أجمع الصحابة على نقل المصاحف العثمانية من المصحف التى كتبها أبوبكر وعمر وإرسال كل مصحف منها إلى مصر من أمصار المسلمين وأجمعوا على ترك ما سوى ذلك قال هؤلاء ولايجوز أن ينهى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عن القراء ة ببعض الأحرف السبعة ولا أن يجمعوا على ترك شيء من القرآن، وذهب جماهير العلماء من السلف والخلف وأئمة المسلمين إلى هذه المصاحف العثمانية مشتملة على ما يحتمله رسمها من الأحرف السبعة فقط جامعة للعرضة الأخيرة التى عرضها النبيﷺ على جبريل عليه السلام متضمنة لها لم تترك حرفا منها

''آپ نے صفحہ:۳۸ پر مسئلہ کی وضاحت کے لیے ابن صلاح رحمہ اللہ کا فتویٰ ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

وقال شيخ الإسلام ومفتى الأنام العلامة أبوعمرو عثمان بن الصلاح رحمہ اللہ من جملة جواب فتوىٰ وردت عليه من بلاد العجم ذكرها العلامة أبوشامة فى كتابه المرشد الوجيز أشرنا إليها فى كتابنا المنجد، شرط أن يكون المقروء به قد تواتر نقله عن رسول اللهﷺ قرآنا واستفاض نقله كذلك وتلقته الأمة بالقبول كهذه القراء ات السبع لأن المعتبر فى ذلك اليقين والقطع على ما تقرر وتمهد في الأصول فما لم يوجد فيه ذلك كما عدا السبع أو كما عند العشر فممنوع من القراء ة به منع تحريم لا منع كراهة''

ایک اور فتویٰ عبدالوھاب السبکی رحمہ اللہ سے صفحہ ۴۵ پر نقل کرتے ہیں کہ:

ما تقول السادة العلماء أئمة الدين في القراء ات العشر التى يقرأ بها اليوم هل هي متواترة أو غير متواترة، وهل كلما انفرد به واحد من العشرة بحرف من الحروف متواتر أم لا وإذا كانت متواترة فما يجب على من جحدها أو حرفا منها؟

فأجابنى ومن خطه نقلت: الحمدلله! القراء ات السبع التي اقتصر عليها الشّاطبي والثلاث التي هي قراء ة أبي جعفر وقراء ة يعقوب و قراء ة خلف متواترة معلومة من الدين بالضرورة أنه منزل على رسول اللهﷺ لايكابر في شيء من ذلك إلا جاهل وليس تواتر شيء منها مقصورا على من قرأ بالرّوايات بل هي متواترة عند كل مسلم يقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول اللهﷺ ولو كان مع ذلك عاميا جلفا لا يحفظ من القرآن حرفا ولهذا تقرير طويل وبرهان عريض لا يسع هذه الورقة شرحه، وحظ كل مسلم وحقه أن يدين الله تعالىٰ ويجزم نفسه بأن ما ذكرناه متواتر معلوم باليقين لا ينطرق الظنون ولا الارتياب إلى شيء منه ۔والله أعلم

② **جواب**: سلف صالحین رحمہم اللہ کی رائے اس کے متعلق غاية الوصول زکریا الانصاری رحمہ اللہ نے صفحہ ۳۴ میں نقل کیا ہے کہ ''والقراء ات السبع المروي عن القراء السبع متواترة نقلت من النبى ﷺ إلينا متواترة'' اور عبدالجبار قاضی رحمہ اللہ نے کتاب المغنی صفحہ ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ ''إن الصحابة جمعوا الناس على المصحف ولم يمنعونا مما ثبت بالتواتر أنه منزل وأن القراء ات المختلفة معلومة عندنا بثوبتها عن طريق التواتر...... الخ''

اور نشریشی کتاب المعيار المعرب میں لکھتا ہے کہ : وعلينا جميعا أن نؤمن بأن كل ما في القراء ة المتواترة مروى ...... الخ'' اس کے علاوہ قراءت میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں سلف صالحین رحمہم اللہ کی عبارات کافی ساری نقل کی گئی ہیں۔صرف مذکورہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

③ **جواب**: اور جب یہ معلوم ہو کہ یہ قراءات متواترہ ہیں تو یہ مسئلہ جمہور کے نزدیک اتفاقی ہے کہ جو ثبت بالتواتر سے منکر ہو تو کافر ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة میں صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ "وحكم الثلاثة الأوّل تكفير جاهدها و منكرها" اور جیسا کہ یہ مسئلہ ابن الجزری رحمہ اللہ نے النشر ج ۱ ص ۱۴ میں لکھا ہے کہ فإذا اجتمعت فيه هذه الخلال الثلاث قرئ به وقطع على معيبه وصحته وصدقه لأنه أخذ عن إجماع من جهة موافقة خط المصحف و كفر من جحده.

ابوزکریا عبدالسلام الرستمی
(الجامعة العربية بڈھ بیر، پشاور)

[۱۴]

الجواب بعون الله الوهاب

والصلاة والسلام على من أرسلهٗ شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً وبعد:

① صورتِ مسئولہ میں معلوم ہو کہ قرآن مجید سبعہ احرف یعنی سات لہجوں اور قراءتوں میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد و فرمان ہے: « إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُ وا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ » (الحدیث) کہ یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے، پس ان میں سے جو میسر و آسان ہو اسے پڑھو۔ [صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب "أنزل القرآن على سبعة أحرف" حدیث: ۴۹۹۲ ومع الفتح: ۹/۲۳]

یہ حدیث شریف، صحیح البخاری میں متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، نسائی، ترمذی وغیرہ میں بھی صحیح سندوں کے ساتھ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی یہ قراءتیں اور ان میں حروف و لہجوں کی تبدیلی اور فرق وغیرہ ایسی چیز ہے جو آپ ﷺ، اپنی جانب سے یا اپنی صوابدید اور رائے کی بنیاد پر وقوع پذیر نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کا براہ راست تعلق تنزیل اور وحی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ قرآنِ کریم فرقانِ حمید نے اس بات کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے: ﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا ... قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ...﴾ [سورة يونس: ۱۵] ''کہہ دیجئے! یہ میرا اختیار نہیں کہ میں اس (قرآن) میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کردوں میں تو اپنے اوپر کی گئی وحی کا پابند ہوں، اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو ایک بڑے دن کے عذاب کا مجھے اندیشہ ہے۔''

اُمت کی سہولت و آسانی کے لیے نبی ﷺ کی جدوجہد اور بے قراری کو قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں بہت سے مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ یہ ''تسہیل'' و تخفیف کبھی کمی کی صورت میں ہوتی تھی اور کبھی اضافے کی صورت میں۔ چنانچہ پچاس نمازوں کے معاملے میں تخفیف کے مطالبے پر یہ نمازیں صرف پانچ باقی رکھی گئیں۔ اسی طرح قراءات و لہجات کے سلسلے میں یہ سہولت دی گئی۔ جیسا کہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: «أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَىٰ حَرْفٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَىٰ إِلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ »''کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے ایک قراءت و لہجے پر قرآن پڑھایا تو میں نے ان اضافے کے لیے رابطہ رکھا یہاں تک کہ یہ سات طریقوں پر مکمل ہوا۔'' [صحیح البخاری: ۴۹۹۱ وغیرہ]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو سات قراءتیں سکھائی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ سہولت کی ایک صورت تھی بلکہ وہ القرآن یفسر بعضه بعضا (قرآن بھی خود اپنی تفسیر بیان کرتا ہے) کہ بہترین کیفیت اور حکم قرآنی ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (سورۃ المزمل) کی تعمیل بھی ہے۔

مسئلہ 'سبعہ احرف' بھی دراصل اعجاز القرآن کا ایک پہلو ہے، جس میں عقل سے زیادہ 'توقیف' معتبر ہے۔

مشہور زمانہ قراءات 'سبعہ عشرہ' بھی دراصل ان 'سبعہ احرف' کا حصہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے سات احرف میں سے وہ بعض قراءتیں ہیں جن پر سات یا دس ائمہ قراءات نے مہارت اور شہرت حاصل کی۔

اس بات کو اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح مختلف ادوار میں مختلف ائمہ کرام گزرے ہیں، لیکن فقہ میں جو شہرت ائمہ اربعہ کو حاصل ہوئی (حدیث میں صحاح ستہ کے مؤلفین کو حاصل ہوئی) وہ کسی دوسرے کو نہ ہوسکی۔ بعینہٖ 'قراءات' میں ماہران 'ائمہ سبعہ عشرہ' کو جو مقام و مقبولیت حاصل ہوئی کسی اور کو نہ ہوئی، لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ علوم فقہ 'ائمہ اربعہ' پر محصور ہیں یا صحیح و معتبر احادیث صرف 'صحاح ستہ' میں ہیں یا قراءات سبعہ وعشرہ کے علاوہ 'سبعہ احرف' نہیں ہیں۔

ان سب کے لیے اصل، تواتر اور معتبر حوالہ ہے، بغیر سند کے کوئی بھی حجت نہیں ہے۔ ان علوم کا سلسلۂ سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہو تو وہ 'فقہ' بھی معتبر ہے، 'حدیث' بھی قابل قبول ہے اور 'قراءات' بھی مسنون و مشروع ہے۔

② اسلاف امت، جن میں سرفہرست صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کے ایمان کو ہمارے لیے ہدایت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾ [سورۃ البقرۃ: ۱۳۷]

ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مرویات سے (جو کہ مقبولیت کے اعلیٰ معیار پر پوری اترتی ہیں اور 'تواتر' کی حد کو پہنچتی ہیں) ان کی رائے و موقف کا ثبوت ملتا ہے جس میں انہوں نے قرآن کریم کے سات احرف پر نزول کا موقف اختیار کیا ہے۔ ان کی کثیر تعداد میں سیدنا عمرو فاروق، عثمان غنی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابن مسعود و ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد ماہرین قراءات، مفسرین قرآن اور علوم قرآن کے متخصّصین سے اس بات پر 'اجماع' اور کلّی اتفاق چلا آرہا ہے۔

③ جیسا کہ شروع میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کے سلسلے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی 'تبدیلی' کا اختیار نہیں تھا۔ قرآن کے کسی حصے کو تبدیل شدہ ماننا یا 'سبعہ احرف' میں سے کسی نازل و ثابت شدہ مقام کا انکار کرنا منافقین و کفار کی علامتوں میں سے ہے۔

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ ...الآية﴾ [البقرۃ: ۸۵] دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِبَعۡضٍ وَ نَكۡفُرُ ... ﴾ [النساء:۱۵۰]

کچھ احادیث میں بھی صراحت کے ساتھ 'سبعہ احرف' کے انکار کو 'کفر' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فتح الباري وابن كثير وغيرهما) لہٰذا 'کفر' کے اس کام سے بچتے ہوئے صحابہ کرام کی طرح قرآن اور اس کے 'سبعہ احرف' پر ایمان لانا چاہئے۔

(مفتی) مولانا محمد ادریس سلفی (نائب مفتی) **مولانا حافظ جاسم ادریس سلفی**

(جماعت غرباء اہل حدیث، کراچی ــــ پاکستان)

[۱۳]

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد:

قراءاتِ متواترہ تواتر طبقہ سے ثابت ہیں لہٰذا ان کی قرآنیت قطعی ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ جیسا کہ فرض نمازوں کی تعداد رکعات تواتر طبقہ سے ثابت ہے واضح رہے کہ تواتر طبقہ تواتر اسناد سے اقوی ہے۔

مفتی حمید اللہ جان

(رئیس دار الافتاء، جامعہ اشرفیہ، لاہور)

[۱۴]

قراءاتِ متواترہ سے متعلق آنجناب کی تحریر ملی۔ آپ کے سوالوں کے جوابات تحقیق وتفصیل طلب ہیں، جس کے لیے طویل دورانیہ چاہئے، جب کہ آں جناب کا تقاضا فوری جواب کا ہے اس لیے ان تین سوالوں کے بارے میں مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔

قراءات عشرہ ساری کی ساری متواتر ہیں، (اگرچہ قراءات سبعہ کے تواتر پر تو اجماع واتفاق ہے اور قراءات ثلاثہ کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے، "كما صرح به حكيم الأمة العلامة أشرف علی تهانوی رحمہ اللہ في تنشيط الطبع "[ص:۷،۱۵] قرآن مجید کی قراءتوں کا تواتر سے مروی ہونا ہی کافی ہے، الگ سے دلیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ فرمان ایزدی ہے: ﴿ إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾

نیز اثبات قراءات، حدیثِ 'سبعہ احرف' پر موقوف نہیں (بلکہ تواتر ہی کافی ہے)'' وفي شرح الطيبة لأبی قاسم النويری رحمہ اللہ: ضابط كل قراءة تواتر نقلها، ووافقت العربية مطلقاً ورسم المصحف ولو تقديراً فهی من الأحرف السبعة، وما لا تجتمع فيه فشاذ" [ج۱ص۱۲۳] اور اَقوال شاذہ اور فاذہ سے قراءاتِ متواترہ کی نفی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

جہاں تک منکر قراءات کے حکم کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں:

'انکار قراءات کا حکم'

① قرآن یا اس کے کسی جزو کا انکار کفر ہے۔

② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہو تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(ا) کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو، اس وجہ سے انکار کرتا ہو اس پر تکفیر نہ ہوگی۔

(ب) اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور صرف ان ہی لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے جو ان کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں، ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی، البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کیا جائے گا۔

(ج) تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی انکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ حقیقتاً یہ تواتر ضروری و بدیہی نہیں بلکہ نظری و حکمی ہے جس کے انکار پر تکفیر نہیں کی جاتی، البتہ یہ سخت گمراہی کی بات ہے۔[فقهی مضامین:ص۱۱۸]

وللتفصیل فلیراجع إلیٰ :

① شرح الطیبة لأبی قاسم النویری رحمہ اللہ

② دفاع قراءات از حضرت مولانا قاری طاہر رحیمی

③ مقدمه شرح سبعة قراء ات از امام القراء محی الاسلام پانی پتی

مولانا مفتی خلیل الرحمٰن

دارالافتا دارالعلوم کورنگی، کراچی

[۱۵]

الجواب باسم ملهم الصّواب

زیر نظر فتویٰ متعلقہ 'قراء اتِ قرآنیہ' مجریہ 09-06-01 از جامعہ لاہور الاسلامیہ، شرعی اُصولوں کے مطابق درست ہے۔ البتہ دو باتیں مکرر تاکید و وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

① قراءات قرآنیہ کا اختلاف فقہاء کرام کے اجتہادی اختلاف سے مختلف ہے کیونکہ فقہاء کرام کا اختلاف ان کے فہم و دقیقہ سنجی کے اعتبار سے ہوتا ہے، جب کہ قراءات کا اختلاف اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اپنی آراء کے متعلق تو یوں فرماتے ہیں:

"مذهبنا صواب یحتمل الخطاء، ومذهب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب"

[مقدمه رد المختار:۴۸/۱]

لیکن قراءات کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا، بلکہ وہاں کہا جاتا ہے۔

"والقراء ات السبع المرویة عن القراء السبعة المتواترة نقلت من النبی ﷺ"

[غایة الوصول شرح لب الأصول،ص۳۴]

② لہجات وقراءات قرآنیہ سے متعلق احادیث، محدثین، وقراء کی تصریحات کے مطابق تواتر لفظی سے ثابت ہیں، اور تواتر معنوی میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں نیز امت کا اجماع بھی ان کی قطعیت کی ایک اور دلیل ہے۔ لہٰذا جو شخص قراءاتِ قرآنیہ میں سے کسی ایک کا بھی بلا تاویل علی الاطلاق انکار کرے تو وہ متواتر کا منکر ہونے کے ساتھ ساتھ اجماع کا بھی منکر ٹھہرے گا، اور ایسے شخص کے ایمان جانے کا خطرہ ہے جب کہ تاویل کے ساتھ انکار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا گمراہ اور سبیل المؤمنین سے ہٹا ہوا ہے۔

چنانچہ تصریحات ملاحظہ ہوں:

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

"وحديث نزل القرآن على سبعة أحرف، ادّعى أبوعبيد تواتره، لأنه ورد من رواية أحد وعشرين صحابياً، مراده، التواتر اللفظيّ، أمّا تواتره المعنويّ فلا خلاف فيه"

[مرقاة المفاتيح: ۷۱۲/۴]

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن مخالف الإجماع يكفر، الحق أنّ المسائل الإجماعية تارة يصحبها التواتر عن صاحب الشرع كوجوب الخمس، وقد لا يصحبها، فالأوّل يكفر جاحده لمخالفة التواتر لامخالفة الإجماع" [شامی: ۲۲۳/۴]

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومن جحد القرآن أی كلّه أوسورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراء ة متواترة...... كفر"

[شرح الفقه الاکبر، ص ۱۶۷]

'تفسیر طبری' میں ہے: "إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كله" [۵۴/۱]

مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوری **مولانا مفتی شعیب عالم**

(دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامیة، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی)

[۱۶]

الجواب حامداً ومصلیاً

۱، ۲...... جمہور علماء کے نزدیک مروّجہ قراءات عشرہ متواتر ہیں، اگرچہ ان میں سے قراءاتِ سبعہ کا متواتر ہونا باجماع اُمت منقول ہے اور بقیہ قراءاتِ ثلاثہ کے متواتر ہونے میں قدرے اختلاف ہے۔

[ملاحظہ ہو، تنشیط الطبع فی إجراء السبع، مؤلفہ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، ص ۷، ۱۵، قراءات اکیڈمی]

اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو 'سبعہ احرف' کا ذکر ہے اس سے مراد قراءات کی اَنواع سبعہ، صیغ اسماء، صیغ افعال، اختلاف اعراب، کمی بیشی، تقدیم و تاخیر، الفاظ مترادفہ اور صفات حروف ہیں، مصحف عثمانی میں ایسا رسم الخط استعمال کیا گیا جس میں (حضرت جبریل علیہ السلام کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری مرتبہ دور قرآن کے وقت کی) قراءات کو جمع کیا گیا، پھر اس جیسے سات مصاحف لکھوا کر قراء سمیت اطراف عالم میں بھیجے گئے۔ ان مصاحف میں قراءات کی بہت بڑی تعداد تھی جن میں سے دس ائمہ کی قراءات مشہور ہوئیں اور پھر ان میں سے بھی سات ائمہ کی قراءات کو اور زیادہ شہرت ملی۔ حتیٰ کہ انہی کو سیکھا اور سکھلایا جانے لگا اور یہ قراءات انہی ائمہ کی طرف ہی منسوب ہوگئی جبکہ درحقیقت یہ منقول قراءتیں، سبعہ و ثلاثہ، ان سبعہ انواع میں سے ہی ہیں جو سبعہ احرف کی مراد ہیں۔ راجح قول کے مطابق اور 'سبعۃ احرف' کا ثبوت درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔ لہٰذا ان مروّجہ قراءتوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیے الگ سے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان قراءاتِ عشرۃ کا متواتر ہونا ہی کافی ہے۔

وأخرج ابن أشتة فی المصاحف وابن أبی شیبة فی فضائله من طریق ابن سیرین عن عبیدة السلیمانی قال: القراء ة التی عرضت علی النبیﷺ فی العام الذي قبض فیه، هي القراء ة التي یقرؤها الناس الیوم...... و أخرج ابن أشتة عن ابن سیرین رحمہ اللہ قال: کان جبریل یعارض النبي ﷺ کل سنة فی شهر رمضان مرة فلما کان العام الذی قبض فیه عارضه مرتین، فیرون أن تکون قراء تنا هذه علی العرضة الأخیرة

[الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس عشر: في کیفیة إنزاله، ۱/ ۷۱ دار الفکر]

قال الزرکشی فی البرهان: فالقرآن هو الوحي المنزل علی محمدﷺ للبیان وللإعجاز، والقراء ات اختلاف الفاظ الوحي المذکور في الحروف وکیفیتها من تخفیف وتشدید وغیرهما والقراء ات السبع متواترة عند الجمهور وقیل بل هي مشهورة، قال الزرکشی: والتحقیق أنها متواترة عن الأئمة السبعة

[الإتقان، النوع الثالث والرابع فی معرفة التواتر:۱/ ۱۱۴، دار الفکر]

إن الأحرف التي نزل بها القرآن، أعم من تلك القراء ات المنسوبة إلی الأئمة السبعة القراء عموما مطلقا، وأن هذه القراء ات أخص من تلك الأحرف السبعة النازلة خصوصا مطلقا ذلك لأن الوجوه التي أنزل الله علیها کتابه، تنتظم کل وجه قرأ به النبيﷺ وأقرأه أصحابه، وذلك ینتظم القراء ات السبع المنسوبة إلیٰ هٰؤلاء الائمة السبعة القراء کما ینتظم ما فوقها إلی العشرة، وما بعد العشرة، [مناهل العرفان، المبحث السادس فی نزول علی سبعة أحرف...... ۱/۱۳۹،۱۴۰ دار الاحیاء التراث]

ضابط کل قراء ة تواتر نقلها، ووافقت العربیة مطلقاً ورسم المصحف ولو تقدیراً فهي من الأحرف السبعة وما لا تجتمع فیه شاذ [شرح الطیبة لابي قاسم النویري:۱/۱۲۳]

قال (القاضي جلال الدین البلقیني) القراء ة تنقسم إلی متواتر وآحاد وشاذ، والمتواتر القراء ات السبعة المشهورة والأحاد القراء ات الثلاثة التي هي تمام العشر ...... وأحسن من تکلم في هذا النوع إمام القراء في زمانه شیخ شیوخنا أبوالخیر ابن الجزري قال فی أوّل کتابه النشر: کل قراء ة وافقت العربیة ولو بوجه وافقت أحد المصاحف العثمانیة ولو احتمالا وصح سندها فهي القراء ة الصحیحة التي لا یجوز ردّها ولا یحلذ إنکارها بل هی من الأحرف السبعة التي نزل القرآن ووجب علی الناس قبولها سواء کانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غیرهم من الأئمة المقبولین [الإتقان، النوع الثانی وعشرون، :معرفة المتواتر المشهور:۱/۱۰۷، دار الفکر]

وجاء اقتصاره علی هؤلاء السبعة وصادفة واتفاقا من غیر قصد ولا عمد

[مناهل العرفان:۱/۲۹۲، دار الاحیاء التراث]

الشاهد الرابع أن القراء ات کلها علی اختلافها کلام الله، لا مدخل بشر فیها بل کلها نازلة من عنده تعالیٰ، یدل علی ذلك أن الأحادیث الماضیة تفید أن الصحابة رضی الله عنهم کانوا یرجعون فیما یقرء ون إلی رسول اللهﷺ یأخذون عنه، ویتلقون منه کل حرف یقرء ون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عليه . [مناهل العرفان المبحث السادس: ۱۱۲/۱، دار إحياء التراث]

القرآن الذي تجوز به الصلوٰة بالاتفاق هو المضبوط في المصاحف الأئمة التي بعث بها عثمان إلى الأمصار وهو الذي أجمع عليه الأئمة العشرة، وهذا هو المتواتر جملة وتفصيلا، فما فوق السبعة إلى العشرة غير شاذ، وإنما الشاذ ما وراء العشرة وهو الصحيح، وتمام تحقيق ذلك في فتاویٰ العلامة القاسم .

[حاشية ابن عابدين، كتاب الصلوٰة، باب في بيان المتواتر بالشاذ، ۲/۲۲۷، دار المعرفة]

③ واضح رہے! ایک ہے قرآن مجید اور ایک ہے قرآن مجید کی قراءت۔ قرآن مجید کے کل یا اس کے کسی جز کا انکار کرنا کفر ہے اور قرآن مجید کی قراءات میں اگر کوئی بعض کو مانتا ہو اور بعض کو نہ مانتا ہو، مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور بقیہ کا انکار کرتا ہو تو اس میں تفصیل ہے:

① جس روایت کو مانتا ہے اس کے علاوہ قراءتوں کا متواتر ہونا کسی اور محقق کے نزدیک ثابت نہ ہو اور یہ شخص اس وجہ سے اس قراءت کا انکار کرتا ہو تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

② اس شخص کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر لوگوں کو ہوتا ہے کہ جس قراءت کو پڑھ رہے ہوتے ہیں اس کے علاوہ اور قراءات کا علم نہیں ہوتا۔ ان کا علم صرف ان لوگوں کو ہی ہوتا ہے جو اس کے پڑھنے اور پڑھانے میں لگے ہوتے ہیں، تو ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی البتہ اس شخص کو باخبر کیا جائے گا۔

③ تواتر تسلیم ہونے کے بعد انکار کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی، کیونکہ یہ تواتر ضروری اور بدیہی ہے، جس کے انکار پر کفر لازم آتا ہے اور یہ انکار سخت گمراہی کی بات ہے۔

والقراء ات الواردة في العرضة الأخيرة هي أبعاض القرآن المتواترة في كل الطبقات، فيكفر جاحد حرف منها إلا أن من القراء ات المتواترة ما هو معلوم تواتره بالضرورة عند الجماهير، ومنها ما يعلم تواتره حذاق القراء المتفرغون لعلوم القراء ة دون عامتهم فإنكار شيء من القسم الأول كفر بإتفاق، وأما الثاني فإنما يعد كفرا بعد إقامة الحجة على المنكر وتعنته بعد ذلك فتهوين أمر القراء ات السبع أو العشر المتواترة خطر جدا۔ اهـ

وإن اجترا على ذلك الشوكاني وصديق خان القنوجي مع أن شيخ الضاعة الشمس الجزري ليرد أسماء رواة العشر طبقة بعد طبقة فى كتابه "منجد المقرئين" بحيث يجلو لكل ناظر أمر تواتر القراء ات العشر في كل الطبقات جلاء لا مزيد عليه فضلا من السبع وهذا مع عدم استقصائه رواة العشر في كل طبقة [مقالات الكوثري: المقالة الأولىٰ، مصاحف الأمصار، ص۲۱، وفي مقالة الثانية، ما هي الأحرف السبعة ص۳۰، ۳۱، دار السّلام]

من أنكر الأخبار المتواترة في الشريعة كفر......ثم إعلم أنه أراد بالتواتر ههنا التواتر المعنوي لا اللفظي اهـ ...... ومن جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية، قلت وكذا كلمة أو قراء ة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالیٰ كفر، يعني إذا كان كونه من

القرآن مجمعا عليه . [شرح ملا علی القاري على الفقه الأكبر،ص١٦٥،١٦٦]

ثم إن التواتر قد يكون من حيث الإسناد : كحديث ...... وقد يكون من حيث الطبقة ، كتواتر القرآن، تواتر على البسيطة شرقا وغربا درسا وتلاوة حفظا وقراء ة وتلقاه الكافة عن الكافة طبقة عن طبقة، اقرأ وارق إلى حضرة الرسالة ولا تحتاج إلى إسناد يكون عن فلان عن فلان ...... ثم أثبتناه فى الفصول الأتية إجماع أهل الحل والعقد على أن تاويل الضروريات وإخراجها عن صورة ما تواتر عليه وكما جاء وكما فهمه وجرى عليه أهل التواتر، أنه كفر، ذهبت الحنفية بعد هذا إلى أنه إنكار الأمر القطعي وإن لم يبلغ إلى حد الضرورة كفر صرح به الشيخ ابن الهمام في المسايرة .

[إكفار الملحدين في ضروريات الدين بيان أقسام التواتر الأربعة ، ص٥،٦، إدارة القرآن]

وفي العقائد العضدية:لا نكفر أحدا من أهل القبلة إلابما فيه نفى الصانع المختار...... وإنكار ما علم من الدين بالضرورة أو انكار مجمع عليه قطعا .

[إكفار الملحدين:إنكار الإجماع وانكار الأخبار المتواتر كفر،ص٦٥، ادارة القرآن]

(وأما ما ثبت قطعا ولم يبلغ حد الضرورة) أي: لم يصل إلى أن يعلم من الدين ضرورة (كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت) الصلبية (بإجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الإكفار بجحده لأنهم لم يشترطوا) فى الإكفار سوى القطع في (ثبوت)أي ثبوت ذلك الأمر الذي تعلق به الإنكار لا بلوغ العلم به حد الضرورة (ويجب حمله) أي:حمل الإكفار الذي هو ظاهر كلامهم (على ما إذا المفكر ثبوته قطعا) لا على ما يعلم علم المنكر ثبوته قطعا وجهله ذلك (لأن مناط التكفير وهو التكذيب أو الاستخفاف بالدين عند ذلك يكون) أي ، إنما يكون عند العلم بثبوت ذلك الأمر قطعا (أما إذا لم يعلم) ثبوت ذلك الأمر الذي أنكره قطعا (فلا (يكفر إذ لم يتحقق منه تكذيب ولا إنكار أهلهم (إلا أن يذكر له أهل العلم ذلك) أي أن ذلك الأمر من الدين قطعا (فيلج) أي يتمادى فيما هو فيه عنادا فيحكم في هذه الحالة بكفره لظهور التكذيب . [المسايرة في العقائد:في متعلق الإيمان، ص ٣٠٠ ، دارالكتب العلمية ، وكذ في روح المعاني:مبحث في الكفر:١٢٧/١، دار إحياء التراث العربى]والله تعالىٰ أعلم بالصواب .

مولانا مفتی محمد یوسف افشانی   **مولانا مفتی عبدالباری**

(دارالافتاء، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

[۱۷]

الجواب وبالله التوفيق:حامداً و مصلياً

① قرآن پاک کی قراءت باعتبار نقل تین طرح کی ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

❶ **قراءتِ متواترہ:** یہ سات قراءت ہیں جو قراءتِ سبعہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان قراءت کی نسبت سات قرائے کرام کی طرف کی جاتی ہے۔ ① امام نافع ② امام عاصم ③ امام عبداللہ بن عامر ④ امام عبداللہ بن کثیر ⑤ امام ابوعمر بن العلاء ⑥ امام حمزہ ⑦ امام علی الکسائی رحمہم اللہ

❷ **قراءت آحاد:** یہ تین قراءات ہیں جو قراءت ثلاثہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان دونوں انواع کے مجموعے کو قراءت عشرہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا سات کے علاوہ ان تین قراءت کی نسبت ① امام ابوجعفر ② امام یعقوب اور ③ امام خلف رحمہم اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔

❸ **قراءت شاذہ:** یہ چار قراءت ہیں اور ان تینوں انواع کے مجموعے کو قراء ات الأربع العشر کہا جاتا ہے۔ مذکورہ چار کی نسبت ① امام حسن بصری ② امام بن محیصن ③ امام یحییٰ یزیدیاور ④ امام شنبوذی رحمہم اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ چنانچہ ان قراءات کے بارے میں علامہ جلال الدین البلقینی کا قول ملاحظہ ہو:

اعلم أن القاضي جلال الدين البلقيني قال: "القرأة تنقسم إلى متواتر وآحاد وشاذ فالمتواتر القراء ات السبعة المشهورة والآحاد القراء ت الثلاثة التي هي تمام العشر ويلحق بها قراء ة الصحابة والشاذة قراء ت التابعين كالأعمش ويحيىٰ بن وثاب وابن جبير ونحوهم

[الإتقان في علوم القرآن:۱/۲۵۸]

ان مختلف قراءت میں قرآن کریم کا نزول رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، مثلاً صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال: أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم أزل أستزيده و يزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف" [صحيح البخاري:۲/۷۴۷]

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں دوسری حدیث ہے: "عن عمر بن خطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان فى حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقرأته فإذا هو يقرأ على حروف كثيره لم يقرأنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره فى الصلوٰة فتصبرت حتى سلم فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأ قال أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت له كذبت فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إنى سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة لم تقرأ نيها فقال أرسله اقرأ يا هشام فقرأ القرأت التى سمعته فقال رسول الله ﷺ كذلك أنزلت ثم قال إقرأ يا عمر فقرأ القرأة التى أقرأنى فقال كذلك أنزلت إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرأوا ما تيسر منه"

[صحيح البخاري:۲/۷۴۷]

ان روایات کے اندر لفظ سبع کی اگرچہ مختلف توجیہات اور تشریحات کی گئی ہیں مگر ان میں راجح تشریح و توجیہ یہ ہے کہ حروف کے اختلاف سے مراد قراءتوں کا اختلاف ہے اور سات حروف سے مراد اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں ہیں اور سات کا یہ عدد صرف سات میں انحصار کے لیے مستعمل نہیں ہوا ہے بلکہ اس استعمال یہاں کثرت کے لیے ہے۔ چنانچہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "المصفى شرح المؤطا" میں لکھا ہے کہ:

"ودليل برآنكه ذكر سبعه بجهت تكثير است نه برائے تحديد اتفاق ائمه است برقرأت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عشر و برقرأت را ازیں عشرہ دور اوی است و ہریکے بادیگرے مختلف است پس مرتقی شد عدد قرأۃ تابیست" [المصفی،ص۱۸۷]

اور مشہور محدث اور فقیہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ:

والأظهر أن المراد بالسبعة التكثير لا التحديد [مرقاۃ:۷۱۱/۴]

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری کے اندر لکھا ہے کہ:

ولفظ السبعة يطلق على إرادة الكثيرة في الآحاد كما يطلق السبعون فى العشرات والسبع مائة فى المئات ولا المراد العدد المعين وإلى هذا مال عياض و من تبعه

[عمدۃ القاری:۲۸/۲۰]

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری [۱۹/۹] "باب أنزل القرآن على سبعة أحرف" کے تحت، اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے "أوجز المسالك شرح الموطأ لإمام مالك" کے ذیل میں بھی اسی طرح کی تحریرات نوشتہ فرمائیں ہیں اور یہی قول راجح ہے۔ اس لیے کہ کثرت فی الآحاد کے لیے 'سبعہ' کثرت فی العشرات کے لیے 'سبعین' جبکہ کثرت المأت کے لیے 'سبعه مائة' کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ [التوبة پارہ:۱۰] ﴿ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوهُ﴾ [پارہ نمبر۲۹]

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ: "عن أبى سعيد الخدرى قال قال النبى ﷺ: من صام يوماً فى سبيل الله باعد الله بذلك اليوم النار عن وجهه سبعون حريفاً، وفى رواية أخرىٰ: زحزح الله وجهه عن النار سبعين حريفاً (سنن ابن ماجہ کتاب الصوم) "وأيضاً قال رسول الله ﷺ الرّبا سبعون هوباً وقال الربا ثلاثة وسبعون باباً" [سنن ماجه:۱۶۴]

لہٰذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قراءت عشرہ جو مدارسِ اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہیں، ثابت بالنص ہیں۔ اس لیے اس سے انکار کرنا جائز نہیں اور ان ہی قراءت میں قرآن پاک کو پڑھنے والے کو خاطی کہنا بھی درست نہیں۔ کما قال العلامه جلال الدين السيوطى: اعلم أن القاضى جلال الدين البلقينى قال القراء ة تنقسم إلى المتواتر وأحاد وشاذ فالمتواتر القراء ت السبعة المشهورة والآحاد قراء ة الثلاثة التي هي تمام العشر ويلحق بها قرأة الصحابة" [الإتقان في علوم القرآن:۷۵/۱]

اور صاحب مناهل العرفان نے لکھا ہے کہ:

"الأوّل المتواتر والثاني المشهور...... وهذان النوعان هما الله ان يقرأ بها مع وجود اعتقادهما ولا يجوز إنكار شىء منهما" [مناهل العرفان:۴۲۳/۱]

۲ قراءتِ سبعہ کے متواتر ہونے پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے جیسا کہ شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والقراء ت السبع المروية عن القراء السبعة متواتره نقلت من النبى ﷺ الينا متواترة......

[غاية الوصول شرح لب الأصول شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ، ۳۴]

"وقال ابن أبى شريف أن السروجى الحنفى نقل عن أهل السنة أن القراء ت السبع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

متواترة......" [ابن أبی شریف:۸۷بحوالہ جبیرۃ الجراحات فی حجیة القراء ت:۶۹]

البتہ قراءاتِ عشرہ کے بارے میں تحقیقی رائے یہ ہے کہ یہ بھی تمام کی تمام متواتر ہیں۔ جیسا کہ علامہ محمد عبدالعظیم الزرقانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: أمّا القرأت الثلاثة المكملة للعشر فقيل فيها بالتواتر ويعزى ذلك إلى ابن السبكی وقيل فيها بالصحة فقط ويعزى ذلك إلى الجلال المحلي وقيل فيها بالشذوذ يعزى ذلك إلى الفقهاء الذين يعتبرون كل ما وراء القرأت السبع شاذاً ۔ والتحقيق الذی يؤيده الدليل هو أن القراء ات العشر كلها متواتر وهو رأی المحققين من الأصوليين والقرآء كابن السبكی وابن الجزری والنويری بل هو رأی أبی شامة في نقل أحرم ، صححه الناقلون عنه ١ هـ" [مناهل العرفان:۱/۴۳۴]

اسی طرح فتاویٰ حقانیہ میں ہے کہ الجواب: قراءاتِ عشرہ اگرچہ تواتر سے ثابت نہیں مگر اس کا ثبوت حد شہرت کو پہنچا ہوا ہے اس میں قرآن پڑھنے والے کو خاطی کہنا درست نہیں۔ اس لیے کہ اس انکار کے زد میں کبار تابعین رحمہم اللہ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئیں گے۔ [فتاویٰ حقانیہ:۲/۱۶۰]

اگرچہ دوسرے اہل علم سات قراءت کے علاوہ تین قراءات کو مشہور کہتے ہیں، لیکن قراءت عشر کے علاوہ دوسری قراءت کے شاذ ہونے پر اجماع ہے۔ [شرح سبعہ قراءت،ص۶۹]

گویا خلاصہ یہ ہوا کہ قراءت عشرہ ثابت ہیں۔ ان کے ثبوت پر سب اہل علم کا اتفاق ہے۔ جمہور اہل علم اگرچہ ان جملہ ''دس'' قراءت کو متواتر مانتے ہیں، لیکن دیگر علماء قراءات سبعہ کو متواتر اور ان کے علاوہ تین قراءت کو آحاد میں سے شمار کرتے ہیں۔

③ یہی وجہ ہے کہ قراءت متواتر کو ماننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے جبکہ ان سے انکار موجب ضلالت اور گمراہی ہے۔ اُمت مسلمہ کو اس قسم کے اعلانیہ فسق و فجور کروانے والے کے ساتھ قطع تعلق کرنا چاہئے۔ لقوله عليه السلام من رأى منكم منكراً فليغيّره بيده وإن لم يستطع فبلسانه وإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان (أو كما قال عليه السلام)

(هذا ما ظهر لی ، والله أعلم بالصواب إليه نرجع واليه مأب)

مولانا مختار اللہ حقانی

(مفتی ومدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ)

[۱۸]

الجواب حامداومصلیا:

مروّجہ قراءاتِ عشرہ صرف ثابت ہی نہیں بلکہ اسلافِ امت نے ان کے ثبوت اور متواتر ہونے پر اجماع نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو ضروریاتِ دین میں سے شمار کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص قراءاتِ متواترہ کا انکار کرے دائرہ اِسلام سے خارج ہے۔

لما في أحكام القرآن [ص٤٦ ج١] "وهذه القراء ات المشهورة هي اختيارات أولئك الأئمة القراء ...... وكل واحد من هؤلاء السبعة روى عنه اختياران أو أكثر وكل صحيح وقد أجمع المسلمون في هذه الأعصار على الاعتماد على ما صحّ عن هؤلاء الأئمة مما رووه ورأوه من القراء ات وكتبوا في ذلك مصنفات فاستمر الإجماع على الصواب"

[أحكام القرآن للقرطبی:۴۶/۱]

"وفي الإتقان:القراء ات السبع التى اقتصرعليها الشاطبي والثلاث التي هي قرأة أبي جعفر ويعقوب وخلف متواترة معلومة من الدين بالضرورة وكل حرف انفرد به واحد من العشرة معلوم من الدين بالضرورة أنه منزل على رسول الله لا يكابر في شيء من ذلك إلا جاهل" [الاتقان للسيوطی:۸۲/۱]

"وفي شرح الفقه الأكبر أو أنكر آية من كتاب الله أو عاب شيئا من القرآن ...... قلت وكذا كلمة أو قراء ة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالیٰ كفر يعنى إذا كان كونه من القرآن مجمعا عليه" [شرح الفقه الاكبر:ص۲۰۵ج؟]

مولانا مفتی محمد فیاض خان سواتی **مولانا مفتی واجد حسین**

(دارالافتا جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

[۱۹]

مروّجہ قراءات متواتر ہیں ان کا ثبوت نبی اکرم ﷺ سے اسنادِ صحیحہ مشہورہ سے ہے ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مصاحف عثمانیہ ان قراءات پر مشتمل تھے:

(۱) مصحف عثمانی اور سبعۃ احرف کا منکر کافر و واجب القتل ہے۔

① قال أبوعبيد والقرآن الذى جمعه عثمان بموافقة الصحابة لو أنكر بعضه منكر كان كافراً حكمه حكم المرتد يستتاب فإن تاب والا ضرب عنقه.

[تفسیر قرطبی:۶۰/۱،دفاع قراء ات،ص۹۳]

'ابوعبید کا قول ہے کہ وہ قرآن جسے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بموافقتِ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع فرمایا ہے اگر کوئی منکر اس کے صرف بعض حصے کا بھی انکار کردے تو وہ بھی کافر ہوگا۔اس کا حکم مرتد کا سا ہوگا کہ اولاً اس کو توبہ کی دعوت دی جائے گی باز آجائے تو ٹھیک وگرنہ اس کی گردن اُڑا دی جائے۔"

② يحكم على من أنكر من مصاحف عثمان شيئا مثل ما يحكم على المرتد من الاستتابة فإن أبى فالقتل [فضائل القرآن،ص۱۵۴،دفاع قراء ات،ص۹۳]

''عثمانی مصاحف کی کسی ایک چیز کے انکار کرنے والے پر بھی مرتد کا سا حکم لگایا جائے گا کہ اس کو توبہ کی دعوت دی جائے گی اگر انکار کرے تو قتل کردیا جائے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ لما كانت أحاديث إنزال القرآن على سبعة أحرف متواترة فإن منكر الأحرف السبعة أصلا مع عنه بتواتر أحاديثها كافر لا شك ولا ريب [الأحرف السبعة ومنزلة القراء ات منها، ص١٠١، دفاع قراء ات، ص٩٤]

''چونکہ سبعہ احرف پر انزال قرآن کی احادیث متواترہ ہیں اس بناء پر تواتر کے علم کے باوجود سرے سے سبعہ احرف ہی کا منکر بلاشبہ کافر ہے۔''

④ ما اجتمع فيه ثلاث خلال من صحة السند وموافقة العربية والرسم۔ قطع على مغيبه وكفر من جحده [النشر الكبير: ١/١٤، دفاع قراء ات، ص٩٤]

''جس قراءت میں صحت سند، موافقت عربیت، موافقت رسم یہ تینوں چیزیں جمع ہوں اس کے نزول من الغیب کی قطعی تصدیق کی جائے گی اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔''

(ب) حدیث «أنزل القرآن على سبعة أحرف» متواتر ہے جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے لیکن اس حدیث پاک سے قراءات کے تواتر پر استدلال محل نظر ہے جس کی متعدد وجوہ ہیں۔

① ''سبعة أحرف'' کا مصداق کیا ہے اس کے بارے میں آراء مختلف ہیں اس کی راجح تفسیر 'سبع لغات' ہے، جمہور علماء کا موقف بھی یہی ہے۔ چنانچہ شاطبیہ کے شارح زینت القراء فخر القراء حضرت اقدس مولانا قاری فتح محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''علامہ دانی رحمہ اللہ اور اکثر محققین اور جمہور اہل اَدا کی رائے پر سات حروف سے سات لغات مراد ہے...... قراء سبعہ قراء تیں بھی ان سات حروف میں شامل ہیں۔ [شرح شاطبی، ص٢٩]

② ایسے ہی محقق زمان حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مہاجر مدنی رحمہ اللہ اپنی کتاب کشف النظر شرح کتاب النشر میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اکثر علماء محققین اور جمہور اہل اداء کی رائے پر سات حروف سے سات لغات مراد ہیں۔'' [ج١، ٢، ص٤٣]

③ عرب کی لغات جدا جدا اور زبانیں متفرق تھیں اور ایک لغت والے کو دوسرے کی لغت میں پڑھنا دشوار تھا بلکہ بعض بالکل پڑھ ہی نہیں سکتے تھے پس اگر اس حالت میں ایک ہی حرف پر پڑھنے کا حکم ہوتا تو یہ تکلیف تحمل سے باہر ہوتی یا سخت مشقت پیش آتی۔ [مقدمہ کشف النظر، ص٢٥٨]

④ ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر ان حضرات میں سے کوئی فریق یہ چاہتا کہ وہ اپنی لغت کو چھوڑ دے تو اس میں اس کو بڑی دشواری پیش آتی پس حق تعالیٰ نے اس اُمت کو جس طرح احکام میں آسانی دی تھی اسی طرح قرآن کریم کے لغات اور حرکات وسکنات میں بھی وسعت دی'' الخ۔ [مقدمہ کشف النظر، ص٢٥٩]

⑤ حضرت محقق امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''حدیث میں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں، لیکن قوی یہ ہے کہ ''أنزل القرآن على سبعة أحرف'' میں تو سات وجوہ مراد لی جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول ''سمعت هشاما يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة'' (الحدیث) میں حروف سے مراد قراء ات لی جائیں۔''

[مقدمہ کشف النظر، ص٢٥٩]

⑥ (١) امام سیوطی رحمہ اللہ نے ان نسخوں کی تعداد جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیار کروائے تھے سات تک نقل کی ہے۔ جو مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ کی طرف بھیجے گئے پھر ان نسخوں سے بے شمار نسخے تیار کئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ دیگر تمام نسخوں کو جن میں قراء ات کا اختلاف موجود ہو تلف کیا جائے۔[مقدمہ کشف النظر:۲/۸۷]

(ب)...... حارث محاسبی سے اتقان میں منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صرف ایک قسم کے طرز تلفظ یعنی لغت قریش پر جمع کیا اس کے قبل کے نسخوں میں متعدد لغات موجود تھیں۔[اتقان:۱/۶۰]

⑦...... حضرات محققین نے سات حروف پر نازل ہونے کی جو حکمتیں بیان کی ہیں ان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سبعۃ اَحرف سے مراد سات لغات ہوں۔

سات اَحرف پر نازل ہونے کی حکمت

مقدمہ کشف النظر میں ہے: ابتداء میں سات لغات میں پڑھنے کا جواز اور بعد میں صرف ایک لغت پر اکتفاء میں راز اور حکمت (واللہ اعلم) یہ ہے کہ: قرآن کریم میں تصریح ہے: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ﴾ یعنی قرآن عربی زبان میں اترا ہے۔ بعض مخصوص الفاظ میں قبائل عرب میں اختلاف تھا جیسا کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان اُردو میں، یا پشاور اور قندھار کی پشتو میں۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کی قوم خاص قریش تھی اور قوم عام عرب تھی۔ دوسرے طرف عرب کا مزاج قبائلی خصوصیات کا تحفظ تھا اور ان خصوصیات میں وہ درجۂ تعصب کو پہنچے ہوئے تھے۔ آج بھی اقوام میں لسانی تعصّب کا جذبہ موجود ہے، لہٰذا حکمتِ الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ قرآن کے محدود الفاظ میں جہاں عرب قبائل کی لغات میں فرق ہے ہر قبیلہ کو اپنی اپنی لغت کے مطابق تلفظ کی اجازت دی جائے تا کہ ایک طرف عربی زبان کی تمام شاخیں کلام الٰہی کی برکت سے بہرہ یاب ہوں اور عرب قبائل کی زبانیں عمومی شکل میں "بلسان عربی مبین" کے تحت نزول کلام الٰہی کی برکت سے فیض یاب ہوسکیں اور دوسری طرف عرب قبائل کو اپنی لغت خاصہ کی محرومی کا افسوس بھی نہ ہو اور لسانی تعصّب کا اندیشہ بھی نہ رہے۔

جمع عثمانی کے وقت جب دائرہ اسلام وسیع ہوگیا اور قبائلی خصوصیات ختم ہوکر وحدت عرب بلکہ وحدت اسلامی کے رنگ میں تمام قبائل پوری طرح رنگے گئے تو سبعہ لغات یا قبائل خصوصیات کی ضرورت باقی نہ رہی لہٰذا صرف لغتِ قریش پر مصحفِ عثمانی میں اکتفاء کیا گیا۔ یہ اجماع لغت قریش پر امرنبوی سے تھا یا انتہائے حکم بانتہائے علت کی شکل تھی۔[ص۸۸]

⑧...... شرح شاطبی کے مقدمہ میں 'سبعہ احرف' پر نازل کرنے کی ایک حکمت یہ بیان کی ہے کہ: ''اگر قرآن کریم ایک ہی لغت (قریش) پر نازل ہوتا تو دوسری لغت والوں کو یہ کہنے کی گنجائش رہتی کہ اگر ہمارے لغت میں ہوتا تو ہم اس کا مثل بنالاتے اور حق تعالیٰ کے ارشاد: ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتْ﴾ میں کذب کا وہم ہوتا حالانکہ وہ اس سے پاک اور بری ہیں۔

سوال: جب سات حروف سے مراد سات لغات ہیں جن میں ایک لغت قریش بھی ہے تو پھر سورۂ فرقان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی قراء تیں جدا جدا کیوں تھیں کیا وہ دونوں قریشی نہیں تھے؟

جواب: دونوں قریشی تو تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں کی لغت بھی ایک ہی ہو کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص قریشی ہو اور اس کی پرورش کسی دوسری قوم میں ہوئی ہو اور عربوں میں یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ: ''میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں اور میری زبان سعد بن ابی بکر کی زبان ہے۔'' اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''میں خالص عرب ہوں اور قریش میں پیدا ہوا ہوں اور بنی سعد میں پرورش پائی ہے میرے پاس لحن (غلطی) کہاں آسکتی ہے'' اور قرآن میں ہے: ﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾ پس عرب کو عام رکھا ہے اور کسی قبیلہ کو خاص نہیں کیا اور ان سات حروف میں وہ دس قراءتیں بھی داخل ہیں جو ہمیں تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں اور وہ قراءتیں بھی جو پہلے انہیں کی طرح متواتر تھیں لیکن اب باقی نہیں رہیں۔ کیونکہ قرآن مجید ہمیشہ غلطی سے محفوظ رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾

[غیث النفع]

تواتر قراءات

① امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے کتاب القراءات کے شروع میں صحابہ اور غیر صحابہ میں سے ان حضرات کے نام لکھے ہیں جن سے سبعہ عشرہ قراءات منقول ہیں اور وہ ستائیس (۲۷) ہیں:

(① تا ④) حضرات خلفائے راشدین اربعہ ⑤ طلحہ ⑥ سعد ⑦ ابن مسعود ⑧ حذیفہ ⑨ سالم ⑩ ابوہریرہ ⑪ ابن عمر ⑫ ابن عباس ⑬ عمرو بن العاص ⑭ عبداللہ بن عمرو ⑮ معاویہ ابن زبیر ⑯ عبداللہ بن سائب ⑰ عائشہ ⑱ حفصہ ⑲ اُم سلمہ ⑳ ابی بن کعب ㉑ معاذ بن جبل ㉒ ابوالدرداء ㉓ زید بن ثابت ㉔ ابوزید ㉕ مجمع بن جاریہ ㉖ انس بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین [کشف النظر، ص۱۱]

جن قراءات کے ناقل حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتنی بڑی جماعت ہو وہ یقیناً متواتر شمار ہوں گی۔

② مصاحفِ عثمانیہ پر حضرات صحابہ کا اجماع ہے اور یہ مصاحف قراءات عشرہ پر مشتمل تھے اسی وجہ سے ان کو حروف اور نقاط سے مجرود رکھا گیا تھا۔

③ امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقد انعقد الاجماع علی حجیة القراءات العشرة الخ

[البرہان فی علوم القرآن: ۱/۳۲۲، ۳۲۱]

④ نیز قراءاتِ متواترہ معتبرہ کے لیے حضرات محققین نے جو ضابطہ مقرر کیا ہے وہ ضابطہ بھی مروّجہ تمام قراءات پر صادق ہے۔

ضابطہ: '' ❶ ...... جو قراءت نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہو۔

❷ ...... مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کی رسم کے مطابق ہو۔

❸ ...... صحیح اور متصل سند سے ثابت ہو جس میں یہ تینوں وجوہ پائی جائیں وہ قراءت صحیح ہے۔ [مقدمہ کشف النظر، حصہ دوم]

مناھل الفرقان میں ہے: جمع عثمانی میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

① ...... مصحف میں وہ چیز درج ہو جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہو۔

② ...... یہ معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دورِ تلاوت میں وہ باقی تھا۔

③ ...... جس کی صحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور منسوخ التلاوت نہ ہو۔'' [جلد ۱، ص۱۵۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام کبیر ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض متاخرین نے قراءت کے مقبول ہونے میں تواتر کی شرط لگائی ہے اور سند کی صحت کو کافی نہیں سمجھا ہے، لیکن چونکہ انہی کی بعض وجوہ ایسی بھی ہیں جن میں تواتر نہیں پایا جاتا اس لیے ان میں شہرت اور استفاضہ کی شرط لگانی پڑے گی۔[مقدمہ کشف النظر:۲/۷۸]

'سبعۃ احرف' کی دوسری تفسیر

معروف محقق ماہرفن علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے اس حدیث (سبعہ احرف) کے بارہ میں بہت عرصہ تردد، شبہ اور اشکال رہا ہے اور میں اس میں تیس سال سے زیادہ عرصہ تک سوچ بچار اور غور فکر کرتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر اس کا ایک مطلب منکشف فرما دیا ممکن ہے کہ وہ درست ہو (ان شاء اللہ) اور وہ یہ ہے کہ میں نے صحیح، شاذ، ضعیف، منکر اور تمام قراءتوں کی جستجو اور چھان بین کی تو ان کے اختلاف کی نوعیت کو ذیل کی سات قسموں سے باہر نہیں پایا انہی سات قسموں میں سے کسی نہ کسی طرح تغیر ہوتا ہے۔

① ......حرکات میں تغیر ہوجائے لیکن لفظ کے معنی اور صورت میں نہ ہو۔ جیسے ''بالبخل، بالبخل'' (اس میں چار وجوہ ہیں جن میں سے باقی دو ''بالبخل، بالبخل'' شاذ ہیں اور جیسے: ''یحسب، یحسب'' (اسی طرح قرح، قرح)

② ......حرکات اور معنی میں تغیر ہوجائے صورت میں نہ ہو جیسے: ''فتلقی آدم من ربہ کلمٰت'' اور ''فتلقی آدم من ربہ کلمت'' اور ''واد کر بعد امۃ'' اور ''امۃ'' (ابن عباس، زید بن علی، ضحاک، قتادہ، ابورجاء، شبیل بن عزوہ ضبعی، ربیعہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور ''امۃ'' طویل مدت کے اور ''امہ'' نسیان کے معنی میں ہے۔[ھکذا فی لسان العرب]

③ ......حروف اور معنی میں تغیر ہوجائے۔ جیسے: ''تبلوا، تتلوا'' اور ''ننجیك ببدنك لتکون لمن خلفك'' اور ''ننحیك ببدنك''

④ ...... اس کے برعکس اور صورت میں تغیر ہوجائے لیکن معنی میں نہ ہو۔ جیسے کہ: ''بصطۃ، بسطۃ'' اور ''الصراط، السراط''

⑤ ......حروف، معنی، صورت، تینوں میں تغیر ہوجائے۔ جیسے ''أشد منکم، اشد منھم'' اور ''یاتل، یتال'' اور ''فاسعوا إلی ذکر اللہ'' اور ''فامضوا الی ذکر اللہ'' (عمرو ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اسی طرح ''کالعھن، کالصوف'' اور ''فو کذہ، فلکزہ''۔

⑥ ......تقدیم وتاخیر کا تغیر ہو۔ جیسے: ''فیقتلون ویقتلون'' اور ''فیقتلون و یقتلون'' اور شاذ قراءت پر ''وجاء ت سکرۃ الحق بالموت'' (ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اسی طرح ''فاذا قھا اللہ لباس الخوف والجوع''

⑦ ......حروف کی زیادتی اور کمی کا تغیر ہو۔ جیسے: ''واوصی، ووصی'' اور شاذ قراءات پر ''والذکر والانثی'' اسی طرح ''فإن اللہ الغنی'' اور ''وما عملت أیدیھم'' (الخ)[مقدمہ کشف:۲/ص۲۶]

یہ تفسیر چند وجوہ سے مرجوح معلوم ہوتی ہے:

① ......قراءاتِ متواترہ میں مذکورہ اختلافات کے علاوہ بھی اختلافات موجود ہیں، مثلاً: اظہار، ادغام، روم، اتمام، تفخیم، ترقیق، حد، قصر، امالہ، تسہیل، ابدال وغیرہ۔ گو ان کو داخل کرنے کے لیے بعض علماء نے کچھ توجیہات بھی کی ہیں تاہم بظاہر یہ اختلافات مذکورہ بالا وجوہ سے خارج ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

④......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سات مصاحف تیار کروانے کے بعد باقی تمام مصاحف کو جلانے کا حکم دیا، وہ دیگر لغات پر مشتمل قرآن پاک تھے۔ یہ تب ہوسکتا ہے جب کہ 'سبعۃ احرف' سے سبعہ لغات مراد لیے جائیں۔ مذکورہ بالا تفسیر کے مطابق اس کو صحیح کرنے کے لیے کافی کھینچا تانی کرنی پڑے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نزاع کرنے والے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا معاملہ لے کر پیش ہوتے اور ان کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبعہ احرف والی حدیث ارشاد فرمادیتے تو فوراً ان کی تشفی ہوجاتی تھی ممکن ہے جب کہ احرف کی تفسیر، عام فہم معنی یعنی لغات ہی سے کی جائے ورنہ اگر احرف کو "أوجه سبعة لاختلاف اللفظ" کے معنی میں قرار دیا جائے تو ایسے غامض و دقیق معنی سے صحابہ کرام کی تشفی نہ ہوتی اور وہ حضرات فوراً بول اٹھتے کہ یا حضرت وہ اوجہ سبعہ کون کون سے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا معلوم ہوا کہ احرف بمعنی اوجہ نہیں بلکہ بمعنی لغات ہے۔ [دفاع قراءات، ص ۲۶۴]

الحاصل: 'سبعہ احرف' کا مصداق سبعہ لغات ہیں اُمت کے لیے سہولت پیدا کرتے ہوئے ہر قبیلہ کو اپنی لغت میں پڑھنے کی اللہ جل جلالہ نے اجازت مرحمت فرمائی جب اسلام عجم میں پھیلا تو یہی اجازت فساد کا موجب بننے لگی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے باقی لغات کو ختم کر کے صرف لغت قریش پر قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا اور مروّجہ قراءت متواترہ سب لغت قریش کے مطابق ہیں مصاحف عثمانیہ میں ان تمام قراءات کی گنجائش موجود تھی۔ مروّجہ قراءات کے تواتر پر اجماع اُمت ہے، ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فقط واللہ اعلم

(رئیس) مولانا مفتی محمد عبداللہ — **مولانا مفتی محمد اسحاق**

(دارالافتا جامعہ خیر المدارس، ملتان)

[۲۰]

قراءات متواترہ حدیث حروف سبعہ کے مطابق اور صحیح سند اور تواتر حکمی سے ثابت ہیں اس لئے ان کا حکم یہ ہے:

① قرآن یا اس کے کسی جزو کا انکار کفر ہے۔

② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہوں تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:

(ا) کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو اس وجہ سے ان کا انکار کرتا ہو۔ اس پر تکفیر نہ ہوگی۔

(ب): اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور صرف ان ہی لوگوں کا ان کو علم ہوتا ہے جو ان کے پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں۔ ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کیا جائے گا۔

(ج): تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی انکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ حقیقتاً یہ تواتر ضروری و بدیہی نہیں بلکہ نظری و حکمی ہے جس کے انکار پر تکفیر نہیں کی جاتی۔ البتہ سخت گمراہی کی بات ہے۔ [قراءات نمبر، ص ۱۴۰]

امین احسن اصلاحی اور جاوید غامدی جو ان قراءات کا انکار کرتے ہیں کسی علمی بنیاد پر نہیں کرتے بلکہ محض قیاس آرائی سے کرتے ہیں اور یہ ان کی شدید گمراہیوں میں سے ایک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے منکرین حدیث جیسے غلام احمد پرویز اور اس کے ہم فکر لوگ تو یہ سنت وحدیث کی تشریعی حیثیت کو بگاڑنے اور قرآن پاک میں تحریف معنوی کرنے کی وجہ سے کافر ہیں ان کا قراءات متواترہ کا انکار کرنا بھی قرآن کی تحریف قبیل سے ہے۔ کسی علمی اشکال پر مبنی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مولانا مفتی عبد الواحد

(صدر دارالافتاء، جامعہ مدنیہ، لاہور)

[۲۱]

الجواب بعد البسلمة والحمدلة والتصلية والتسليمة

قراء سبعہ کی قراءات تواتر سے نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں جن کی تغلیط اور انکار جائز نہیں ہے۔

كما ذكره السيوطي رحمه الله عن الزّركشي!"فالقرآن:هو الوحي المنزل على محمد ﷺ للبيان والإعجاز، والقراء ات اختلاف ألفاظ الوحي المذكور في الحروف أو كيفيتها، من تخفيف وتشديد وغيرهما، والقراء ات السبع متواترة عند الجمهور، وقيل بل مشهورة، قال الزركشي: والتحقيق أنها متواترة عن الأئمة السبعة"

[الإتقان في علوم القرآن للسيوطي:۷۵/۱،النوع الثاني إلى السابع والعشرين، سہیل اکیڈمی]

انظر للتفصيل:

① [البرهان فى علوم القرآن للزركشى رحمه الله:۲۲۱/۱، إلى ۲۳۲، دار الكتب العلمية بيروت]
② [فتح البارى شرح صحيح البخارى۔للعسقلانى رحمه الله:۱۸/۹، دارإحياء التراث العربى بيروت]
③ [عمدة القارى شرح صحيح البخارى للعينى:۵۳۸/۱۳، تحت رقم الحديث۴۹۹۱۔ دارالفكر بيروت]
④ [امداد الاحكام لحكيم الأمة التهانوى قدس سرهٗ۔۱۳۹/۱ومن ۱۲۶، -إلىٰ ۱۸۰۔مكتبه دارالعلوم كراچى]
⑤ [أحسن الفتاوىٰ لمفتى رشيد أحمد لدهيانوى:۴۹۴/۱، إلى، ۴۹۶۔ ايچ ايم سعيدكمپنى كراچى]
⑥ [ردّ المختار على دُرّ المختار، الشامى:۳۵۸/۱، المكتبة الماجدية، كوئٹه]

چونکہ جلدی اور مختصر جواب کا مطالبہ تھا بنا بریں اصل جواب مختصر لکھ کر مراجعت اور مزید تفصیل کے لیے مندرجہ بالا کتب کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ فقط والله أعلم بالصواب وعلمه أتم وأحكم.

مفتی شیر محمد علوی (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ) **محمد ابوبکر علوی**

(دارالافتا جمیلی، مدرسہ خدام اہل سنت، تعلیم القرآن، وحدت روڈ، لاہور)

——— رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ ———

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۲۲]

قراءات سبعہ اہل سنت والجماعت کے ہاں متواتر ہیں۔اس بات کے درج ذیل قرائن ہیں:

① علماء اہل سنت کے نصوص صریحہ کہ یہ قرأت سبعہ متواتر ہیں۔ان نصوص کو کتب قراءات وتفسیر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

② سلف سے لے کر خلف تک مفسرین تفسیر کرتے وقت مختلف قراءتوں کا تذکرہ وتشریح کرتے ہیں۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ زمخشری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ۱۲ مقامات پر قراءات عامہ کو چھوڑ کر دوسری قراءات کی تفسیر کی۔پھر قراءات عامہ کو (وقرء بکذا) سے تعبیر کیا۔

③ مختلف قراءتوں سے اہل مذاہب بالعموم اور احناف بالخصوص استدلال کرتے ہیں۔اگر ان کے ہاں یہ حجت ہی نہ ہوں تو پھر استنباط واستدلال چہ معنی دارد؟

متقدمین میں جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ اور پھر شیخ رضی نے شرح کافیہ میں اس کے تواتر سے انکار کیا ہے۔شیعہ علماء نے عموماً اور ابوالقاسم خوئی رحمہ اللہ نے خصوصاً ان کے تواتر پر سخت جرح کی ہے۔مگر کسی قراءات کا کسی شخص کی طرف منسوب ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ اس کا ایجاد کردہ ہے یا وہ اس میں متفرد ہے جس طرح کہ نحو کے اصحاب مذاہب میں ہے، دور حاضر میں امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ نے ان کے تواتر کا انکار کیا ہے۔تعجب ہے ان لوگوں پر جو حماسہ اور معلقات سبعہ کو تو متواتر تسلیم کرتے ہیں اور قراءاتِ سبعہ کے تواتر کے منکر ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اعتقادی لغزش ہی نہیں بلکہ اُمت مسلمہ پر بہت بڑا ظلم بھی ہے، اس لیے کہ پھر نئے سرے سے اہل ضلالت یہ سوال قائم کریں گے کہ مختلف قراءتیں جب جائز نہیں تو پھر یہ کیا ہے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ الزام تحریف سے کس طرح قرآن کو بچایا جائے گا اور ان احادیث کا کیا ہوگا جو مختلف قراءتوں کا اثبات کرتی ہیں؟

اللہ کرے کہ اُمت مسلمہ کسی نئی مشکل میں گرفتار نہ ہو۔

مولانا محمد احمد واسطی

دار الافتا منصورہ، لاہو

[۲۳]

جناب مدیر ماہنامہ 'رشد'　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے یاد فرمایا، شکر گزار ہوں۔علم قراءات اور حجیت قراءات کا موضوع بلاشبہ بڑا اہم ہے۔جس طرح علم تجوید آج کل دینی مدارس تک میں ایک Neglected علم ہے اور عموماً اس سے صرف نظر ہی کیا جاتا ہے اسی طرح علمی حلقوں میں حجیت قراءات کے ساتھ بھی یہی طرز عمل ہے۔بلکہ بیشتر لوگ علم قراءات، رسم عثمانی اور اسی قبیل کے دوسرے علوم کے ساتھ سرے سے واقفیت ہی نہیں رکھتے۔اگر گستاخی پر محمول نہ فرمائیں تو کہہ دوں کہ بڑے بڑے علماء ومفتیان کرام بھی ان علوم سے نابلد...... دیہاتیوں کو چھوڑیئے، بڑے بڑے شہروں کے آئمہ کرام بھی قرآن غلط پڑھتے ہیں اور غلط ہی کو درست خیال کئے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس قدر فقیہان حرم بے توفیق

آج کل چلن یہ ہے کہ ایک خاص طبقہ نے تو لحن اور لہجہ ہی کو تجوید و قراءت سمجھ لیا ہے۔ بعض بے سمجھ ایسے بھی ہیں کہ سانس کی طوالت اور کانوں پر ہاتھ دھر کر تلاوت کو قراءت کا کمال خیال کرتے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا کرے۔ آپ نے اس چارسو پھیلی تاریکی میں اس موضوع پر کام کرنے کے لیے عملی اقدام کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس سوچ میں برکت دے اور آپ کی مساعی کو شرف قبول عطا کرے اور آپ کے عمل سے علم تجوید و قراءت کی روشنی کو عام فرمائے۔

سچی بات ہے کہ میں تو عالم نہ ملا نہ فقیہ۔ جانے آپ نے مجھے کیوں خط لکھا اور اس وقیع علم پر راہ نمائی کا مطالبہ بھی کردیا۔ من دانم که من آنم

راہ نمائی تو وہ کرے جو خود منزل کو جانے، راستے کا علم رکھے، بھلا بھٹکا راہی بھی کبھی راستے کی نشاندہی کرسکتا ہے۔

آپ کا پہلا سوال: ''کیا مروّجہ قراءات عشرہ (جو مدارس میں پڑھی پڑھائی جارہی ہیں) کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟'' پہلے یہ فرمائیے کہ یہ قراءاتِ عشرہ کون سے مدارس میں پڑھائی جارہی ہیں۔ صرف چند رکوعات رٹائے جارہے ہیں۔ انہی کو روایات کا نام دے کر محافل قراءت میں رعب داب قائم کیا جاتا ہے۔ اس رٹے ہوئے رکوعات کو چھوڑ کر قرآن کے کسی حصے سے تلاوت کرایئے ساری قلعی نہ کھل جائے تو داغ نام نہیں۔

رہی بات قرآن وسنت میں موجودگی کی تو اگر ان کا وجود کتاب وسنت میں نہ ہوتا تو یہ کب کی مٹ چکی ہوتیں، ختم ہو چکی ہوتیں۔ ان کا وجود بھی نہ ہوتا۔ عالم اِسلام ہی میں نہیں پوری دنیا میں ایک بھی ڈھونڈے سے نہ ملتا، جو ان قراءات عشرہ کو جانے اور سمجھے، ان کے مطابق تلاوت کرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پورے عالم اسلام میں بلکہ افریقہ جیسے دور دراز علاقوں میں بھی ان قراءات کو جاننے، پڑھنے اور پڑھانے والے موجود ہیں۔ تورات، زبور، انجیل کا وجود برقرار رکھنا منظور و مقصود نہ تھا، قدرت کی طرف سے ان کا مٹنا اور محو ہونا ہی ہدف تھا۔ ساری دنیا میں تلاش کیجئے ان کتب کا کہیں وجود نہ ملے گا۔ قراءات کا باقی رکھنا مقصودِ الٰہی تھا اور ہے۔ جبھی تو چودہ سو برس بعد بھی یہ قراءات زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی۔ اس لیے انکار قراءات والے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں...... مٹ جائیں تو کہیے۔ جب تک قرآن کا وجود باقی، قراءات بھی باقی۔ قرآن انمٹ ہے، قراءات بھی انمٹ ہیں۔ آپ ثبوت مانگتے ہیں، تواتر اپنی ذات میں سب سے بڑا ثبوت ہے۔ اس ضمن میں اسلاف اُمت کی وہی رائے ہے جو تابعین کی تھی، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی، جو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلکہ جو خود رب کائنات کی تھی اور ہے۔ یہی رائے اخلاف امت کی ہے۔ قراءات کی طلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ سے کی۔ انہی قراءات کا درس آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو آگے منتقل کیا۔ یہ علم پوری دنیا میں پھیلا۔ اگر یہ مقدس علم کتاب وسنت کے منافی ہوتا تو کوئی تو اس کا راستہ روکتا۔ کوئی تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ پیدا ہوتا۔ کوئی تو اس کے خلاف سنت ہونے کا فتویٰ لکھتا جس پر لوگ بھی صاد کرتے۔ آج اکادکا گولڈزیہر کے نقال اس کی بولی بولنے لگیں تو آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا۔ ان کو بولنے اور بھڑکنے دیجئے۔ سورج کی تابانی ساری دنیا کو روشن کرتی ہے۔ چمگادڑ کے شور سے یہ ٹکیہ ماند نہیں پڑتی، نہ سورج کی روشنی میں کمی آتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

یہاں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس موضوع پر اسلم جیراج پوری اور علامہ تمنا عمادی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ لکھا ہے۔ ان حضرات کی تحریریں ایسی تو نہیں کہ انہیں درخور اعتناء خیال کیا جائے۔ تاہم علمی محاکمہ اور دلائل کے ذریعے محاسبہ اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے اور بذات خود علمی کام ہے، تحقیقی کام ہے۔ جس کی ضرورت ہے اور رہے گی۔ اس کام پر کسی عالم کو لگایئے جو عقلی اور نقلی دلائل سے قراءات کے خلاف بولنے والوں کو گنگ کردے۔

آپ کا تیسرا سوال ہے کہ جو لوگ قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، شرعی اعتبار سے ان کا کیا حکم ہے اور اُمت کو ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ و اسلوب روا رکھنا چاہئے۔ میں کیا اور میری بساط کیا کہ منہ کھولوں۔ اس سوال کا جواب جبہ و دستار کے حاملین مفتیان کرام سے طلب کیجئے کہ یہ انہی کا منصب ہے۔ قلندر جز دو حرفے لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا۔

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر

(مدیر ماہنامہ 'التجوید'، فیصل آباد)

[۲۴]

الجواب هو الموفق للصواب

قرآن کریم کی قراءات عشرہ حق اور منزل من اللہ ہیں انہیں نبی کریم ﷺ نے پڑھا اور حضور ﷺ سے صحابہ، صحابہ سے تابعین اور ان سے ہم تک پہنچا۔ قراءاتِ عشرہ کا ثبوت احادیث صحیحہ متواترہ سے ملتا ہے۔

عن عمر بن خطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان فى حيات رسول الله ﷺ فاستمعت لقراء ته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلوٰة فتصبرت حتى سلم فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأ۔ قال أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت له كذبت فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إنى سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان على حروفٍ كثيرة لم تقرئنيها فقال أرسله اقرأ يا هشام فقرأ القراء ة التى سمعته فقال رسول الله ﷺ كذلك أنزلت ثم قال اقرأ يا عمر فقرأت القراء ة التى أقرأني فقال كذلك أنزلت إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه [صحيح البخاري: ۲/۷۴۷]

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان اس طریقہ سے مختلف پڑھتے سنا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا تھا اور یہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہوا قریب تھا کہ میں حالت نماز میں ان پر جھپٹ پڑتا تو میں نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے میں نے ان کی چادر پکڑی اور انہیں کھینچا میں نے انہیں کہا کہ کس نے آپ کو یہ سورت پڑھائی جیسا کہ میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے سنا اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس سے مختلف طریقہ سے پڑھائی جس پر آپ نے پڑھا، میں انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا میں نے عرض کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ ﷺ میں ان کو فرقان اس سے مختلف طریقہ سے پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طریقہ پر آپ نے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو پھر حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم پڑھو چنانچہ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح کہ میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھو تو میں نے پڑھی تو آپ نے فرمایا یہ اسی طرح اتری ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، لہٰذا جس طرح سہولت ہو اسی طرح تم پڑھو۔"

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" فی الحجة قراء ة القرآن بالقراء ات السبعة والروایات کلها جائزة ولکن أری الصواب أن لا یقرأ القراء ة العجیبة بالإمالات وروایات الغریبة کذا في التاتارخانیة"

[فتاویٰ هندیه فصل الرابع في القراء ة، ج،ص۷۹]

"حجہ میں ہے کہ سات قراءتوں اور تمام روایات میں قرآن کا پڑھنا درست و جائز ہے، لیکن میں اس بات کو صحیح سمجھتا ہوں کہ نامانوس قراءت میں امالات اور روایات غریبہ کے ساتھ نہ پڑھا جائے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔"

فتاویٰ ردّ المختار میں ہے:

لأن بعض السفهاء یقولون ما لا یعلمون فیقعون فی الإثم الشقاء ولاینبغی للأئمة أن یحملوا العوام علی ما فیه نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراء ة أبی جعفر وابن عامر وحمزة وعلی الکسائي صیانة لدینهم فلعلهم یستخفون أو یضحکون وإن کان کل القراء ات والروایات صحیحة فصیحة ومشائخنا اختاروا قراء ة أبي عمرو حفص عن عاصم

[ردّ المختار فصل فی القرأة :۳۶۴/۱]

"اس لیے کہ بعض بے وقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہوجائیں گے اور ائمہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس بات پر ابھاریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لیے ان کے سامنے ابوجعفر، ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ کے قراءت میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس کو ہلکا سمجھیں اور اس پر ہنسیں اگرچہ تمام روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو حفص رحمہ اللہ کی قراءات کو اختیار کیا ہے جو عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے۔"

فتاویٰ شامیہ میں ہے:

القرآن الذی تجوز به الصلوٰة بالاتفاق هو المضبوط في مصاحف الأئمة التی بعث بها عثمان إلی الأمصار وهو الذی أجمع علیه الأئمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصیلا فما فوق السبعة إلی العشرة غیر شاذ وإنما الشاذّ ما وراء العشرة وهو الصّحیح

[فتاویٰ شامیة:۴۸۶/۱] والله أعلم بالصّواب

مفتی غلام سرور قادری — **(نائب مفتی) حافظ رب نواز**

(دارالافتاء، جامعہ رضویہ، ماڈل ٹاؤن لاہور)

[۲۵]

الجواب:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن عظیم کی دسوں (۱۰) قراءتیں حق اور دسوں منزل من اللہ، دسوں طرح حضور سید عالم ﷺ نے پڑھا اور حضور ﷺ سے صحابہ، صحابہ سے تابعین، تابعین سے ہم تک پہنچا تو ان میں ہر ایک کا پڑھنا بلاشبہ قراءت قرآن ونور ایمان ورضائے رحمان ہے۔ بااین ہمہ علماء نے ارشاد فرمایا: کہ جہاں جو قراءت رائج ہو نماز وغیر نماز میں عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھیں۔ دوسری قراءت جس سے ان کے کان آشنا نہیں نہ پڑھیں۔ مبادا وہ اس پر ہنسنے اور طعن کرنے سے اپنا دین خراب کرلیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ في الحجة قراء ة القرآن بالقراء ات السبعة والروايات كلها جائزة ولكنى أرى الصواب أن لا يقرأ القراء ة العجيبة بالإمالات والروايات الغربية كذا فى التاتارخانية [فصل الرابع فى القراءة: ۷۹/۱] ''حجہ میں ہے کہ ساتوں قراءت اور تمام روایات میں قرآن مجید پڑھنا جائز ہے، لیکن میں اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ نامانوس قراءت میں امالات اور روایات غربیہ کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھا جائے، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔''

ردّ المختار میں ہے: لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون فى الإثم والشقاء ولا ينبغى للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قراء ة أبى جعفر وابن عامر وعلى بن حمزة الكسائى صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراء ات والروايات صحيحة فصيحة ومشائخنا اختاروا قراء ة أبى عمرو حفص عن عاصم [فصل فى القراءة: ۳۶۴/۱] من التاتارخانيه، عن فتاوىٰ الحجة.

''اس لیے کہ بعض بیوقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں ہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ائمہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس چیز پر برانگیختہ کریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لیے ان کے پاس ابوجعفر، ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ کی قراءۃ میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اس کو ہلکا جانیں اور اس پر ہنسیں۔ اگرچہ تمام قراءات و روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو حفص رحمہ اللہ کی قراءۃ کو اختیار کیا ہے جو عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے۔''

فتاویٰ رضویہ میں ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیلی یعنی کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے تو بالاجماع کافر مرتد ہے کیونکہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کررہا ہے، اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [آیت: ۹] ''بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' [بحوالہ فتاویٰ رضویہ: ۲۵۹/۱۴] امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی صفحہ ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کرکے فرماتے ہیں: وكذلك ومن أنكر القرآن أو حرفا منه أو غير شيئا منه أو زاد فيه ''یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اُس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔''

(نائب مفتی) **مولانا محمد تنویر القادری**

(دار الافتاء، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ